ماھنامہ انوار مدینہ

جلد : ۱۴ | شعبان المعظم ۱۴۲۷ھ ۔ ستمبر ۲۰۰۶ء | شمارہ : ۹

سیّد محمود میاں
مدیر اعلیٰ

سیّد مسعود میاں
نائب مدیر

بدلِ اشتراک
پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے.........سالانہ ۲۰۰ روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات......سالانہ ۵۰ ریال
بھارت، بنگلہ دیش................سالانہ ۱۲ امریکی ڈالر
برطانیہ، افریقہ..............................سالانہ ۱۴ ڈالر
امریکہ........................سالانہ ۱۶ ڈالر
جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس
E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیل زر و رابطہ کے لیے
دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور
فون نمبرات
جامعہ مدنیہ جدید : 5330311 - 42 - 092
خانقاہ حامدیہ : 5330310 - 42 - 092
فون/فیکس : 7703662 - 42 - 092
رہائش "بیت الحمد" : 7726702 - 42 - 092
موبائل : 4249301 - 333 - 092

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ	۵
تقریب ختمِ بخاری شریف		۱۳
دُعائیہ نظم .... خدایا اِس کو قبول کرلے	مولانا غلام اللہ صاحب میواتی	۱۸
ایک پُر وقار تقریب کی مختصر رُوداد	مولانا محمد عابد صاحب	۲۰
واقعۂ شہادت سیدنا عثمان غنی ؓ	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ	۲۴
رمضان المبارک کی فضیلت ...	حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب	۳۴
شب ِ براءت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے		۳۹
حضرت فاطمہ ؓ کے مناقب	حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتی ؒ	۴۰
عورتوں کے عیوب اور اَمراض	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی ؒ	۴۴
نبوی لیل و نہار	حضرت مولانا سعد حسن صاحب ؒ	۴۶
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۹
ائمہ اربعہ ؒ کے مقلدین کے	جناب پروفیسر میاں محمد افضل صاحب	۵۳
دینی مسائل		۵۷
عذابِ قبر احادیث کی روشنی میں	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۹
اخبار الجامعہ		۶۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم اما بعد !

گزشتہ ماہ کی ۲۶؍تاریخ کو ''کوہلو'' کے علاقے ''بھمبور'' میں بلوچستان کی تاریخ کی سب سے بڑی فوجی کارروائی کے دوران جمہوری وطن پارٹی اور بگٹی قبیلہ کے سربراہ نواب اکبر خان بگٹی اپنے ساٹھ محافظوں سمیت جاں بحق ہوگئے۔ اس فوجی کارروائی میں گن شپ ہیلی کاپٹر اور لیزر گائیڈڈ میزائیل بھی استعمال کیے گئے، اس دوران پچیس گوریلہ فوجی بھی کام آئے۔

دو سال قبل بلوچ ڈاکٹر شازیہ کے ساتھ ہونے والی زیادتی کے بعد فوجی حکومت اور بلوچ قبیلہ کے درمیان محاذ آرائی قائم ہوئی جو بڑھتی ہی چلی گئی۔ بعد ازاں کوہلو میں صدر پرویز مشرف پر راکٹ حملہ کے بعد صورتِ حال ذاتی دُشمنی میں تبدیل ہوگئی جس کا افسوس ناک انجام اِس صورت میں سامنے آیا۔ اِس محاذ آرائی کے دوران سردار اکبر بگٹی نے ''بلوچ لبریشن آرمی'' نامی انتہاء پسند تنظیم کی سرپرستی کی جس کی بعض کارروائیاں قومی اثاثوں اور ریاستی سلامتی کے منافی تھیں۔ کوئی بھی محبِّ وطن ان کو اچھی نظر سے نہیں دیکھ رہا تھا مگر ہر دانشمند اِس قضیہ کے لیے اِس نوعیت کی کارروائی کو قطعاً مناسب خیال نہیں کرتا، اِس لیے کہ اِس کا بہت بہتر حل مذاکرات کی میز پر مل بیٹھ کر نکالا جا سکتا تھا جبکہ مسلم لیگ ق کے صدر چوہدری شجاعت کی سربراہی میں ایک مذاکراتی ٹیم سردار اکبر بگٹی سے بات چیت بھی کر چکی تھی اور یہ کمیٹی ایک رپورٹ بھی مرتب کر چکی تھی جس کی روشنی میں پر امن طور پر معاملات طے پانے کے قوی امکانات تھے، مگر اِس رپورٹ کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے فوجی حکمران صدر پرویز مشرف نے اپنی ذاتی انانیت پیشِ نظر رکھتے ہوئے قومی مفاد کو بالائے طاق رکھ

کر یہی کچھ کر گزرنے کا فیصلہ کرلیا تھا، اس لیے ملکی تاریخ میں چوتھی بار بے محل فوجی قوت کا مظاہرہ کر کے ملک میں منفی سیاسی رُجحانات کی ایسی راہ ہموار کردی گئی کہ اِس کے آگے بند باندھنا تقریباً ناممکن ہوگیا۔

صوبہ بلوچستان قدرتی وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود غربت اور احساس محرومی کا شکار ہے۔ مختلف مواقع پر ہونے والی فوجی کارروائیوں نے وہاں کے عوام کی سوچ پر منفی اثرات مرتب کررکھے ہیں جس کی وجہ سے بلوچستان پاکستان کا حساس صوبہ سمجھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ملک کی مشرقی اور مغربی سرحدات کی حالت بھی انتہائی نازک ہے اس لیے ضروری تھا کہ آخری حدتک اس معاملہ کو سیاسی طور پر حل کیا جاتا۔ سردار اکبر بگتی دیگر سرداروں کی بہ نسبت لچکدار شخصیت کے مالک تھے۔ وہ ایک سیاسی پارٹی کے سربراہ ہونے کے ساتھ ساتھ پاکستان کے اہم عہدے پر فائز رہے ہیں۔ کئی بار رُکن اسمبلی رہ چکے ہیں، وزیر مملکت برائے دفاع، گورنر بلوچستان اور وزیر اعلیٰ بلوچستان بھی رہے ہیں۔ وہ باغی نہ تھے بلکہ ایک محبّ وطن پاکستان کے طور پر جانے جاتے تھے بلوچستان میں اُن کی سیاسی حیثیت کا کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا۔ ایسی شخصیت کے خلاف اس نوعیت کی سنگین فوجی کارروائی پہلے سے موجود آزاد بلوچستان کی سوچ کو آگے بڑھا کر ملک کے لیے مزید خطرات کو جنم دے گی۔ فوجی ایکشن نے نہ صرف بوڑھے اکبر بگتی کی خود بخود گرتی ہوئی ساکھ کو بحال کردیا بلکہ ملک میں ایک اور ''شہید بھٹو'' پیدا کر کے اِس کی کوکھ سے نا تھمنے والی تحریک کو جنم دے دیا۔ سیاست سے عاری فوجی قیادت سے ایسی ہی غلطیاں سرزد ہوتی ہیں اور ہوتی رہیں گی تاوقتیکہ ملکی قیادت ایسے محفوظ ہاتھوں میں آجائے جو سیاسی تدبر کی حامل ہونے کے ساتھ ساتھ قومی مفاد کو بھی بہر طور پیش نظر رکھتی ہو۔ ہر وہ فوجی کارروائی جس کے پیچھے سیاسی حکمتِ عملی کارفرما ہوتی ہے وہ عموماً اچھے اور دیرپا نتائج دیتی ہے جبکہ سیاسی حکمتِ عملی سے عاری فوجی کارروائی کے نتائج عارضی اور وقتی بلکہ بسا اَوقات تباہ کن ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کے عوام اور حکمران سب ہی کو عقلِ سلیم اور اپنی کوتاہیوں سے باز آکر راہِ راست کو اختیار کرنے کی توفیق عطاء فرمائے، آمین۔

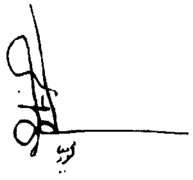

مولای صل وسلم دائما ابدا

درسِ حدیث

علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

نبی علیہ السلام کے پسندیدہ خطیب اور شاعر ..... حضرت ثابتؓ اور حضرت حسانؓ
بعض بیانات جادو کا سا اثر رکھتے ہیں ۔ عرب کے ہر قبیلہ میں کاہن ہوتا تھا
جھوٹے نبی کا انجام

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

کیسٹ نمبر ۵۰ سائیڈ بی (۲۳۔۸۔۱۹۸۵)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین امابعد!

جناب رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کی تعریف فرمائی۔ ارشاد فرمایا **نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْبَکْرٍ** ابوبکر اچھے آدمی ہیں، **نِعْمَ الرَّجُلُ عُمَرُ** عمر اچھے آدمی ہیں، **نِعْمَ الرَّجُلُ اَبُوْعُبَیْدَۃَ ابْنُ الْجَرَّاحِ** ابوعبیدہ اچھے آدمی ہیں، **نِعْمَ الرَّجُلُ اُسَیْدُ بْنُ حُضَیْرٍ** اُسید ابن حضیر اچھے آدمی ہیں، **نِعْمَ الرَّجُلُ ثَابِتُ بْنُ قَیْسِ ابْنِ شَمَّاسٍ.** یہ ثابت بن قیس ابن شماس کی تعریف فرمائی کہ اچھے آدمی ہیں، یہ ثابت بن قیس ابن شماس جناب رسول اللہ ﷺ کے خطیب تھے، مناظر بھی ایک طرح سے سمجھ لیجئے۔ بڑے فصیح اللسان تھے۔ فی البدیہ بہت عمدہ موضوع کے مطابق جیسے وقت کا اور حالات کا تقاضا ہو ویسے ہی گفتگو کر سکتے تھے فوراً۔ آواز بڑی تھی۔ بڑی آواز ہونی بھی لاؤڈ سپیکر کے دَور سے پہلے تک بڑی ضروری تھی ورنہ آواز نہیں پہنچ سکتی۔

عربوں کا ذوق فصاحت و بلاغت :

تو جب کہیں باہر سے کوئی وفد آتا تھا تو عربوں کا بڑا ذوق تھا فصاحت و بلاغت کا۔ کہ زبان عمدہ ہونی چاہیے اور بہت ہی ذوق تھا اَشعار کا۔ شاعر بھی بہت تھے اور بہت اچھے اچھے شعر کہنے والے تھے۔ ایک سالانہ مشاعرہ ہوتا تھا حج کے موقع پر اُس میں وہ طے کرتے تھے جیسے ایک بورڈ بڑے بڑے فصحاء و بلغاء کا طے کرتا ہو۔ وہ یہ طے کرتے تھے کہ کس کا قصیدہ اول درجہ کا ہے تو اُس کو پھر وہ کعبۃ اللہ کے دروازے پر لٹکا دیتے تھے سال بھر کے لیے۔ اب اگلے سال پھر کوئی مشاعرہ ہوتا اسی طرح تو جس کا اول آتا قصیدہ اُس کو پھر لٹکا دیتے تھے۔ اس طرح سے سات معلقے تھے وہ مشہور تھے۔ یہ ''معلقاتِ سبعہ'' مدارس میں پڑھائے بھی جاتے ہیں، اب تک چلے آرہے ہیں۔ ''عشرہ معلقات'' بھی ہیں، دس معلقے بھی کہے گئے ہیں، وہ بھی ہیں موجود۔ تو خاص ذوق تھا اُن کا، اشعار کا فصاحت و بلاغت کا، مدلل گفتگو کا، معقول گفتگو کا جو کہ بے معنی نہ ہو۔ اب یہ ذوق جب قومی حیثیت اختیار کرلے تو پھر سارے ہی لوگ جو بے پڑھے لکھے ہوتے ہیں وہ بھی اچھی خاصی بات کرنی جان جاتے ہیں۔ یہ اَحرار کا جو زمانہ تھا، احرار میں بہت تقریر کرنے والے لوگ تھے تو وہ کہتے تھے کہ احرار کا جو چپڑاسی ہے وہ بھی اچھی خاصی تقریر کرسکتا ہے کیونکہ دن رات اُس کا بیٹھنا اُٹھنا ایسے لوگوں کے ساتھ ہوجاتا تھا کہ جن کی زبان میں تقریریں اور گفتگو آپس میں بڑی اچھی ہوتی تھی، تو وہ علمی لطیفے یا قصے وغیرہ بیان کر دیتا تھا تو وہ تقریر بھی کرسکتا تھا۔

تو پورے عرب کا ایک ماحول ایسا بنا ہوا تھا اور شاعروں سے وہ بڑے ڈرتے تھے (جیسے آج کل زرد صحافت سے شریف آدمی ڈرتا ہے) کہ کوئی شاعر اگر کسی کی برائی میں شعر کہہ دے وہ چل پڑے گا اور بھلائی میں کہہ دے وہ چل پڑے گا۔ اچھا اب اِس میں حافظے کی بھی ایک مشق ہوجاتی ہے کہ ایک شعر سنا وہ یاد کرلیا (دوسرا) سنا وہ یاد کرلیا تو قوتِ حافظہ کو عادت ہوجاتی ہے ذہن کو کہ وہ رکھے یاد۔

عربوں کا قوی حافظہ اور اُس کی وجہ ، بدن ہلکا اور اُس کی وجہ :

تو اُن کا حافظہ کچھ تو قدرتی بڑا اچھا، آب و ہوا بہت اچھی، وہاں کی خشک آب و ہوا ہے۔ خشک آب و ہوا

میں رہنے والوں کے حافظے اچھے ہوتے ہیں۔ غذا اُن کی گوشت ہے یا کھجور ہے، بڑی مفید چیزیں ہیں، جسمِ انسانی خصوصاً اعصابی قوت کے لیے اُن کی آب و ہوا اور غذا بہت اچھی تھی۔ بھوکے رہنے کے بھی عادی، پیاسے رہنے کے بھی عادی، تو وزن بھی ہلکا لڑائی اور مشقت برداشت کرنی وغیرہ۔ ان تمام چیزوں کی صلاحیت اُن میں بہت اچھی تھی، حافظہ بھی بہت اچھا تھا۔

وفد اور خطیب :

تو اب جو وفد جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا تھا تو وہ تو اپنے ساتھ خطیب لاتا تھا، چیدہ لوگ ہوتے تھے، وہ آکر تقریریں کرتے تھے۔

قوتِ بیانیہ جادو کا سا اثر رکھتی ہے، اِس سے انقلابات آجاتے ہیں :

ایک دفعہ تو ایسا وفد آیا کہ دو خطیب آئے مشرق سے یعنی مشرق کی جانب نجد کی طرف سے اور اُنہوں نے جو تقریر کی ہے تو وہ چھا گئے مجمع پر تو جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قوتِ بیانیہ بھی ایک جادو ہے۔ اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا.

ایسا متاثر کر دیتا ہے یہ بیان کہ آدمی اُس میں محو ہو جائے اور صرف اُسی کا ہو کر رہ جائے۔ اُس وقت کسی اور طرف ذہن نہ جائے اور اُس کی بات تسلیم کر کے اُٹھے، ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے بھی اُن کے زورِ بیان کو اِرشاد فرمایا اِن الفاظ سے کہ اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا ۔ جادو بھی شدید متاثر کرتا ہے۔ اسی طرح سے قوتِ بیانیہ بھی شدید متاثر کرتی ہے اور انقلاب آجاتے ہیں۔ قومیں کہیں کی کہیں پہنچ جاتی ہیں۔ لڑائیاں چھڑ جاتی ہیں، تباہیاں بھی آجاتی ہیں، سب کچھ ہو جاتا ہے۔ یہ قوتِ بیانیہ ایسی چیز ہے لکھ لیا جائے تو وہ دیرپا ہو جاتا ہے چلتی رہتی ہیں نہ لکھا جائے تو دیرپا نہیں مگر ہے وہ بیان آگ لگا دینے والا۔

ہٹلر انگریزوں کو تباہ کر کے خود بھی تباہ ہو گیا :

یہ ہٹلر وغیرہ بڑا عمدہ بیان کرتے تھے۔ اور اُنہوں نے انقلاب پیدا کیا بلاشبہ۔ اور انگریز کو تو تباہ کر دیا۔ یہ انگریز کی حکومت جو ختم ہوئی ہے یہاں سے یا اور جگہوں سے پوری دُنیا میں اُس کا سورج غروب نہیں

ہوتا تھا، وہ تو اِس دوسری لڑائی کے بعد ہی ختم ہوگئی، اُس نے اِن کو تو تباہ کر ہی دیا وہ خود بھی تباہ ہو گیا۔

رُوس کے لوگ بھی ڈھائی کروڑ کے قریب مارے گئے، بہت بڑی زبردست تباہی ہوئی حالانکہ رُوس بعد میں شامل ہوا ہے لڑائی میں۔ تو چار پانچ دن اور ایک ہفتہ میں ایک مُلک فتح کر لیتا تھا، یہ رفتار اُس کی رہی، اُس نے قوتِ بیانیہ اور ذہن سازی سے کام لیا۔ تو بیان سے ذہن سازی ہو جاتی ہے، ذہن سازی سے پھر آدمی سب کچھ قربان کر بیٹھتا ہے، اپنی جان اور سب کچھ۔ تو جو رسول اللہ ﷺ کی فصاحت و بلاغت قرآنِ پاک کی آیات یہ دوسرے تک پہنچتی تھیں لہٰذا وہ جانتے تھے، تو چیدہ لوگ ہی آتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے پسندیدہ خطیب اور شاعر :

اب اُن کے جواب کے لیے جو رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمائے تھے وہ دو حضرات ہو گئے۔ ایک یہ ثابت بن قیس ابن شماس یہ انصاری ہیں اور ایک حضرت حسان ابن ثابت انصاری (رضی اللہ عنہما) یہ دو حضرات تھے۔ یہ شعروشاعری میں اور یہ خطاب میں۔

تو یہ مسیلمہ کذاب جب آیا ہے اور اُس نے آکر گفتگو کی اور اِس گفتگو کا خلاصہ یہ تھا کہ ایسے کر لیجئے کہ ہم اور آپ سلطنت آپس میں بانٹ لیتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ تو اللہ کے سچے رسول تھے، سلطنت وغیرہ مقصود نہیں تھی بلکہ خدا کا پیغام پہنچانا اور لوگوں کو عمل کی طرف لانا اصل کام تھا۔ وہ آیا حکومت کے خیال میں، اِسی خیال سے اُس نے دعویٰ بھی کیا تھا نبوت کا کہ یہ کھانے پینے اور حکومت کرنے کا سلسلہ بن جائے گا، اِس نے یہی ڈھنگ اختیار کر لیا۔

مسیلمہ کے پاس جنات اور شیاطین آتے تھے :

کچھ اُس کے پاس جن وِن آتے تھے یا شیطان آتے تھے، ہمزاد آتے تھے۔ اُن سے وہ خبریں لے لیتا تھا، بتا دیتا تھا (جیسے مرزا قادیانی کے پاس خود اُس کے بقول ''ٹی چی، ٹی چی'' نامی شیطان آتا تھا) لیکن جب اُس کی موت کا وقت آیا تو پھر وہ نہیں آیا۔ کیا خبر لایا کیا خبر لایا لوگ اُس سے پوچھتے تھے، لیکن وہ نہیں لایا خبر۔ اُس نے کہا کوئی نہیں خبر آرہی اب۔ خبر ہی نہیں آرہی، یہ نہیں آرہا وہ نہیں آرہا۔ وہ اُس کے مؤکلات تھے

جنہیں عملیات کے ذریعے سے یا ویسے ہی دوستی میں جنات آجاتے ہیں بعض لوگوں کے پاس، اس طرح سے اُس کے پاس آتے تھے بلکہ یہ کوئی طریقہ تھا، کوئی عمل کرتے تھے وہ لوگ، اُس سے وہ کوئی جن یا ہمزاد یا شیطان قسم کی چیز تابع ہوجاتی تھی اور وہ خبریں لا کر دیتے تھے۔

ہر قبیلہ میں کاہن ہوتا تھا :

روایتوں میں آتا ہے کہ کوئی قبیلہ ایسا نہیں تھا کہ جہاں کوئی کاہن نہ ہو، ہر جگہ گویا کاہن موجود ہوتا تھا۔ وہ کاہن جو ہے وہ تو ایک اچھا خاصہ اُن کے مسائل حل کرنے کا ذریعہ بنا ہوتا تھا، وہ اُسے بہت مانتے تھے۔ کوئی بیمار ہو تو اُسے نسخہ بتادے گا اور کوئی بات معلوم کرنی ہو تو خبر بتادے گا جیسے یہ فال کھلواتے ہیں، استخارہ کراتے ہیں یا خود کرتے ہیں ایسے کام وہ کرتا تھا، تعویذ دیتے ہیں، جھاڑ پھونک ہے وہ بھی کرتا تھا، تو دوائیں بھی ہوگئیں، جھاڑ پھونک بھی ہوگئی اور وہ کلام جو ہوتا تھا اُس کا وہ بھی فصیح ہوتا تھا، مسجّع اور مقفٰی ہوتا تھا جیسے شعر کہتے ہیں۔ تو یہ مسیلمہ کذاب بھی ایسا ہی تھا مگر یہ بڑھ گیا اور اُس کی قوم بنوحنفیہ اِس کے ساتھ ہوگئی، اِس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

''حنفیہ'' حضرت علیؓ کی اہلیہ محترمہ :

یہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں محمد ابن حنفیہ تو اِن کی والدہ ماجدہ ''حنفیہ'' جو ہیں یہ وہاں بنوحنفیہ سے قید ہو کر آئی تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اِن کو اپنے نکاح میں لے لیا تو اِن سے یہ پیدا ہوئے تھے اس لیے محمد ابن حنفیہ کہلاتے ہیں۔ مسیلمہ کی قوم نے بڑا سخت مقابلہ کیا تھا اور بڑی تعداد میں صحابہ کرامؓ شہید ہوئے، قراء شہید ہوئے، ساڑھے سات سو آدمی شہید ہوئے۔

قرآنِ پاک کی یکجا کتابت بعد اَزاں اشاعت :

پھر اُس کے بعد خیال ہوا کہ قرآن پاک کو لکھ لیا جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ اس طرح حفاظ شہید ہوتے رہیں تو پھر کہیں قرآن پاک ہی نہ تلف ہوجائے تو پھر لکھا گیا۔ مگر ایسا ہوا نہیں، نوبت نہیں آئی کیونکہ اُس وقت تک اتنے حفاظ تھے کہ ضرورت نہیں پڑی مزید لکھ کر اشاعت عام کرنے کی۔ حتی کہ فتوحات ہوتے ہوتے عجمی

لوگ آئے جو عربی نہیں جانتے تھے اُن کو وقت پیش آئی قرآن پاک کے پڑھنے میں، تو پھر حضرت عثمانؓ نے وہ مصاحف نقل کرا کے بھیجے فَبَعَثَ بِھَا اِلَی الْاٰفَاقِ ورنہ جمع ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دَور میں ہو چکا تھا اور اِس کی نشر کا کام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہوا۔

تو یہ مسیلمہ کذاب اِس خیال میں تھا کہ جو باطنی خیالات دُنیاداری کے خیال ہو سکتے ہیں کہ دھوکہ دو اور حکومت کرو اور کسی بھی طرح حکومت پر پہنچ جاؤ۔ تو اسی خیال میں وہ آیا آپ ﷺ کے پاس۔ تو رسول اللہ ﷺ تو اللہ کے رسول تھے اور اِس میں تو کسی چھوٹے سے چھوٹے صحابی کے برابر بھی خیالات کی پاکیزگی نہیں تھی، وہ تو سرے سے ناپاک ہی ناپاک تھا۔

مسیلمہ کا ناپاک مقصد :

اس نے جو گفتگو کی جہاں خصوصی بات ہو رہی تھی یا اور لوگ بھی تھے تو اُس نے یہ گفتگو کی کہ معاملہ (DEAL) کرلیں میرے سے، کہ حکومت اس طرح سے کریں گے تو حکومت کا معاملہ طے کرنا جب شروع کیا اُس نے۔

نبی علیہ السلام کا جواب اور حضرت ثابتؓ پر اعتماد :

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے، یہ نہیں ہوسکتا اور یہ چھڑی ہے میرے ہاتھ میں، عام لکڑی وہ دستِ مبارک میں تھی۔ فرمایا کہ اگر تم یہ چاہو کہ میں یہ تمہیں دے دوں اِس عنوان سے جو عنوان تم نے اختیار کیا ہے تو یہ نہیں ہوگا میں یہ لکڑی بھی نہیں دوں گا۔ اور اَرض للہ ہے، زمین میری بھی نہیں تمہاری بھی نہیں۔ تم چاہو میں حکومت کرلوں میں چاہوں میں حکومت کرلوں، نہیں، اللہ کی ہے زمین، وہ جسے چاہے دیتا ہے اور فرمایا ھٰذَا ثَابِتٌ یُجِیْبُکَ عَنِّیْ یہ ثابت ابن قیس ہیں یہ میری طرف سے تمہیں جواب دیں گے۔ تو جو اُس نے تقریر کی اُس کا جواب حضرت ثابت ابن قیس ابن شماسؓ نے دیا اور پھر وہ چلا گیا۔

دو جھوٹے نبی اور نبی علیہ السلام کا خواب :

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ دو کنگن ہیں میرے ہاتھ میں سونے

کے، اور سونے کو پسند نہیں فرمایا مردوں کے لیے اُس کا پہننا جائز نہیں ہے سوائے اِس کے کہ بٹن بنوالے یا ایسی چیز بنوالے کہ جو کسی چیز کے تابع ہوتی ہو اصل نہ ہو جیسے یہ بٹن ہیں یہاں سے نکالے دوسرے (کُرتے) میں لگالیے، تنہا بٹن نہیں بدن پر لگائے جاسکتے، کپڑے کے تابع ہو کر لگائے جاسکتے ہیں، اس کی اجازت دی گئی ہے باقی انگوٹھی بنالے تو اِس کی اجازت نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بنائی کچھ اور صحابہ کرامؓ نے بھی بنوائی تو پھر آپ ﷺ نے نکال کر پھینک دی تو صحابہ کرامؓ نے بھی نکال کر پھینک دی، وہ استعمال ہی نہیں کرتے تھے سونے کو۔ ضرورتاً جو انگوٹھی بنائی تھی مہر کے لیے اُس پر یہ کندہ تھا " مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ " (ﷺ) وہ اِس لیے بنائی تھی کہ آپ کو معلوم ہوا تھا کہ یہ جو بادشاہ ہیں مہر نہ لگی ہو تو نہیں پڑھتے خط، اُس کا وزن نہیں رہتا۔ اِس بناء پر آپ نے جو بادشاہوں کے نام والا نامے تحریر فرمائے اُن کے لیے یہ مہر بنائی گئی تھی۔ وہ چاندی کی تھی، اِتنی چاندی استعمال کرنی جائز سمجھی گئی ہے۔ انگوٹھی وغیرہ بنانی چاہے تو بنا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ ہاں عورتوں کیلیے جائز ہے۔ اگر خواب میں سونا دیکھے تو خواب کی تعبیر والے کہتے ہیں کہ کسی چیز کا نقصان ہوگا۔ اور وہ کہتے ہیں کہ عربی میں اس کا نام ''ذَهَبْ'' ہے، اور ذہب کا ترجمہ ہوتا ہے ''گیا'' تو نقصان کا ہی باعث ہوگا اِس کا دیکھنا۔

تو رسول اللہ ﷺ نے خواب میں جو اپنے ہاتھ میں کنگن دیکھے تھے تو فرماتے ہیں میرے اُوپر یہ وحی کی گئی کہ انہیں پھونک مارو فَاُوْحِیَ اِلَیَّ اَنِ انْفُخْهُمَا میں نے پھونک ماری تو وہ اُڑ گئے ختم ہو گئے جیسے۔ تو تعبیر اِس کی یہ آئی کہ دو کذاب ہوں گے دو جھوٹے (نبی)۔ تو ایک تو یہ ''مسیلمہ کذاب'' اور دوسرا جو ہے وہ ''اَسودِ عَنسی'' یمن میں۔ اور معلوم ہوتا ہے کوئی ہمزاد یا جن تابع تھا جو ہر بات بتا دیتا تھا جو اُس کے خلاف کہیں سازش ہو رہی ہو، کسی مجلس میں کوئی بات کر رہا ہو، کہیں بھی وہ اُسے بتا دیتا تھا اگر یہ بات کر رہے ہیں تو یہ شیطانی طاقت ہے ہمزاد، وہ جس کا مسخر ہو وہ ایسے بتاتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ تو اپنی حد سے آگے نہیں گزر سکے گا یا تو تو باز آجا نہیں تو لَیَعْقِرَنَّکَ اللّٰهُ اللہ تعالیٰ تیری کوچیں کاٹ دیں گے۔ یہ پاؤں کی جو رگیں ہوتی ہیں آخری نچلے حصے کی ایڑی کی طرف وہ اللہ تعالیٰ کاٹ دیں گے لَیَعْقِرَنَّکَ اللّٰهُ. بہر حال اُس کی سمجھ میں نہیں آیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دَور میں وہ مارا گیا۔

مسیلمہ کے قاتل :

مارنے والے ''حضرت وحشی'' تھے۔ جنہوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ وہ کہنے لگے کہ میرے دل میں آیا کہ کفر کے زمانے میں میں نے بہت بڑا گناہ کیا اور اب اسلام میں میں اُس کی تلافی کروں۔ فتح مکہ کے موقع پر یہ آئے اور ملے رسول اللہ ﷺ سے۔ اور آئے اس طرح کہ طائف والوں کی طرف سے کوئی پیغام لے کر آنے والا جو وفد تھا اُس میں یہ شامل ہو گئے۔ انہیں یہ معلوم ہوا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ اُصول ہے کہ جو آدمی وفد میں آئے اُس کو آپ کوئی سرزنش نہیں کرتے کہ اُسے پکڑ لیں، اُسے مار دیں، اُسے سزا دیں۔ یہ نہیں ہوگا بلکہ وفد کے لیے راستہ کھلا ہے۔ اسی طرح سفید جھنڈی لے کر کوئی آجائے لڑائی کے میدان میں بھی تو رُکنا پڑتا ہے یہ اُصول ہیں، گویا اُس زمانے میں بھی ہوں گے ایسے اُصول۔ بہرحال اسلام نے تو خاص طور پر یہ رکھے ہیں۔

غیر مسلم شروع سے بدعہد ہیں :

غیر مسلم ایسی حرکتیں کرتے رہے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا جو فرستادہ پہنچا تھا رستم وغیرہ کے پاس تو اُس نے بدتمیزی کی اُس کے ساتھ۔ اور جو آتے تھے فرستادہ اُنہیں مروا بھی دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُس دستور کو بالکل ختم کر دیا بلکہ جو کوئی پیغام لے کر آرہا ہو اُسے کچھ نہیں کہتے۔ چنانچہ یہ وحشی آپ ﷺ کی خدمت میں آئے، آپ نے اُن کو دیکھا تو آپ ﷺ کو تکلیف ہوئی حضرت حمزہؓ کی وجہ سے۔ آپ ﷺ نے اِن سے فرمایا کیا تم ایسا کر سکتے ہو کہ میرے سامنے نہ آیا کرو تو یہ چلے گئے اور سامنے نہیں آتے تھے تو اپنے اس گناہ کی تلافی اُنہوں نے اس طرح کی کہ جھوٹے نبی کو قتل کر کے جہنم رسید کیا اور یوں وہ اپنے برے انجام کو پہنچا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اِن حضرات کی محبت اور آخرت میں ان کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔

تقریب ختمِ بخاری شریف

قسط : ۱

۱۸؍رجب المرجب ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۴؍اگست ۲۰۰۶ء کو جامعہ مدنیہ جدید میں ختم بخاری کے موقع پر ایک پُر وقار تقریب منعقد ہوئی۔ جامعہ مدنیہ جدید میں دورۂ حدیث شریف کے آغاز کا یہ پہلا سال تھا، اس پہلی مقدس تقریب ختمِ بخاری شریف میں بہت سے علمائے کرام، جامعہ کے اساتذہ، طلباء اور بڑی تعداد میں بیرونی اور مقامی حضرات نے شرکت فرمائی۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھا کر اُس کی تشریح کی اور آخر میں حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب مدظلہم نے رقت آمیز دُعاء فرمائی۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَشْکَابَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ .

بخاری شریف کی اِس آخری حدیث کے پڑھے جانے سے اختتام بخاری ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور ہم سب کو اپنے دین کی خدمت کا موقع عطاء فرمائے اور خدمت لے کر اُس کو قبول فرمائے۔

امام بخاریؒ نے آخری باب جو باندھا ہے وہ وزن سے متعلق ہے۔ قیامت کے دن وزن ہوگا اعمال کا۔ امام بخاریؒ کے جو تراجم ابواب ہیں وہ ایک معرکۃ الآراء چیز ہیں۔ علماء نے ہر باب کی باہم ترتیب اور اُن کی مناسبت پر بہت ساری کتابیں لکھی ہیں اور ہر باب کو اُس کے پہلے باب سے مربوط کیا ہے۔

اِلہامی ترتیب :

اِس بخاری شریف میں کئی ہزار ابواب ہوگئے شروع سے لے کر آخر تک۔ لیکن خداداد الہامی ترتیب کی وجہ سے اِس کا جو آخری باب ہے اُس کی سب سے پہلے باب سے جہاں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے

بخاری شریف شروع کی ہے اُس میں بھی علماء نے ترتیب بتلائی ہے۔ایک باب سے پچھلے باب کی ترتیب یہ تو آسان ہوتی ہے قائم کرنا لیکن ہزاروں باب گزر چکے ہوں بیچ میں اور پھر ایک باب جو سب سے شروع کا ہے اور ایک باب جو سب سے آخر کا ہے اُس میں بھی مناسبت ہو یہ مُلْهَمٌ مِّنَ اللّٰهِ چیز ہوتی ہے، اللہ کی طرف سے الہام اور اُس کی طرف سے درست رہنمائی کے بغیر ایسا نہیں ہوسکتا۔

پہلا اور آخری باب :

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلا باب جو باندھا ہے وہ وحی سے متعلق ہے'' بَابٌ كَيْفَ كَانَ بَدْؤُ الْوَحْيِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ '' اور پھر ایک آیت نقل کی ہے اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ . وحی سے متعلق آیت ہے، اور سب سے آخر میں جو باب لائے ہیں وہ وزنِ اعمال کا لائے ہیں۔اِس کا اُس سے کیا جوڑ؟ اِس کا جوڑ یہ ہے کہ وحی جو ہے یہ بمنزل صورت وشکل کے ہے۔جو کام ہم کرتے ہیں، جو اعمال انسان کرتا ہے اچھے یا برے اُن کی ایک شکل اور صورت ہوتی ہے۔

وحی بمنزلِ صورت، نیت بمنزلِ رُوح :

تو اللہ تعالیٰ نے جو یہ دین ہمیں دیا جو بذریعۂ وحی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا اور پھر آپ کی اُمت کو پہنچا یہ وحی جو ہے یہ اُس کی شکل وصورت ہے۔اَقِيْمُوْا الصَّلٰوةَ نماز قائم کرو یہ وحی آگئی۔یہ نماز کی شکل بتلادی۔یہ تو وحی متلو (ایسی وحی جس کی تلاوت کی جاتی) ہے۔قرآن اور وحی غیر متلو (یعنی حدیث) نے اس کی صورت وشکل کو مزید واضح کردیا کہ نماز کا قیام کیسے ہوگا وہ تفصیلات آگئیں۔احادیث میں ہے کہ اس میں اس طرح کھڑا ہونا ہے، ایسے ہاتھ اُٹھانے ہیں، ایسے نیت باندھنی ہے۔قیام ہے، رکوع ہے، رکوع ایک ہے، سجدے دو ہیں۔اور فجر کی نماز کی دو رکعتیں ہیں، ظہر کی چار، عصر کی چار، مغرب کی تین اور عشاء کی چار ہیں۔یہ وحی نے بتائیں۔یہ شکل اور صورت ہیں اور اس طرح سے یہ شروع ہوگی اور اس طرح یہ ختم ہوجائیگی۔سلام پھیرنے سے اس کا اختتام ہوجائے گا۔یہ شکل وصورت اور اِس کے خدوخال یہ وحی نے بتلائے۔تو ہر عمل کی صورت اور شکل وحی نے بتائی۔اسی طرح روزے کے بارے میں ہے وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ زکوٰۃ دو، حج کرو، یہ اِرشاد ہے یہ سب بذریعہ وحی، صورت اور شکل آرہی ہے لیکن صورت اور شکل تنہا کچھ نہیں کرسکتی۔ہر صورت اور شکل کے ساتھ ایک رُوح بھی ضروری ہوتی ہے، تب اُس رُوح اور شکل سے مل کر ایک حقیقت بنتی ہے۔تنہا انسان پیدا ہوجائے اور

اُس کی رُوح نہ ہو مردہ پیدا ہو جائے۔ فرض کرلیں ایک بڑا آدمی ہی پیدا ہو گیا، مکمل انسان پیدا ہو گیا۔ اللہ کی قدرت میں سب کچھ ممکن ہے لیکن وہ مردہ ہے تو وہ نماز نہیں پڑھ سکتا، اُس پر فرض ہی نہیں ہے۔

نماز پڑھنے کے لیے اُس کی اِس شکل اور صورت اور اِس کی اقامت کے ساتھ ایک رُوح بھی ہونی چاہیے، جب وہ آئے گی تو وہ اِن چیزوں کو ادا کرے گا اور نماز کا قیام عمل میں آجائے گا۔ جب تک صرف اُس کی صورت تھی یا رُوح نکل چکی ہے اور مر چکا ہے تو اب نماز ختم، اِس عالَم سے نکل کر دوسرے عالَم میں چلا گیا ہے، اب وہ مکلّف نہیں رہا۔ اب اُسے کہیں کہ نماز پڑھو یا نماز کی شکل وصورت بیان کرو، وہ نہیں بیان کرسکتا۔ روزے کی شکل وصورت بیان کرو، وہ نہیں بیان کرسکتا۔ زندہ انسان بولتا ہے، اسی طرح سے یہ جو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے ہمیں چیزیں بتلائی ہیں، احکامات بتلائے ہیں، یہ شکل اور صورت ہیں۔ اب شکل اور صورت کے لیے رُوح ضروری ہے، جب تک رُوح نہ ہو وہ مکمل نہیں ہوتا۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وحی کا باب باندھنے کے فوراً بعد اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ذکر کردیا کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ یعنی یہ بتلا دیا کہ نماز جو وحی کے ذریعے معلوم ہوئی ہے یہ تو اللہ نے ایک شکل اور صورت اِس کی بھیج دی، اِس میں روح تمہاری نیت ہے۔ اگر تمہاری نیت خالص اللہ کے لیے ہے، یہ نماز، رکوع، سجدہ اور قیام، یہ ساری چیزیں صرف اللہ کے لیے کیں تو یہ جو شکل اور صورت تھی اُس میں روح اور جان بھی پڑ گئی، یہ ایک حقیقت بن گئی۔ اب اِس کا ایک وزن ہو گیا اللہ کے یہاں۔ تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے شروع میں صورت وشکل بتلائی اور اُس کے بعد اُس میں جان ڈالنے کی کیا شکل ہے فوراً ہی اُس باب کے ساتھ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کی حدیث لاکر یہ حقیقت بیان فرمادی۔ اب جب انسان نماز پڑھ رہا ہے اور نیت بھی خالص ہے تو یہ حقیقت ہوگی نماز کی۔ روزہ رکھ رہا ہے، نیت بھی خالص ہے تو یہ حقیقت ہوگی روزہ کی۔

اعمال کی صورت اِس دُنیا میں بھی :

اب اِس نماز کا ایک تصور آپ کے ذہن میں ہے۔ جتنے آپ نے شروع سے لیکر آخر تک ابواب پڑھے اور اسلام کے احکامات پڑھے اُن کو پڑھ کر اُن اعمال کی ایک شکل آپ کے دماغ میں آگئی، ذہن میں ایک تصویر آگئی۔ اُس تصویر پر جب عمل منطبق ہوگا کسی کا تو آپ کہیں گے کہ یہ صحیح ہے، نہیں ہوگا تو آپ کہیں گے یہ غلط ہے۔ اب ایک آدمی آتا ہے آپ کے پاس کہتا ہے میں نے ظہر کی نماز پڑھ لی اور دو رکعت پڑھی اور

مشرق کی طرف رُخ کر کے پڑھی اِن علاقوں میں (مکہ مکرمہ کے مشرقی علاقوں میں یعنی) ہندوستان پاکستان کے علاقے ۔جب آپ نے یہ بات سنی کہ وہ کہتا ہے کہ دو رکعت پڑھی ظہر کی اور مشرق کی طرف رُخ کیا اور میرا وضو بھی نہیں تھا لیکن تھی تو وہ نماز ۔اُس میں رکوع بھی تھا، اُس میں سجدہ بھی تھا، اُس میں قیام بھی تھا، اُس میں تلاوت بھی تھی ۔اب جو شکل اُس ایک آدمی نے بیان کی آپ کو، اور اِدھر آپ نے کتابوں میں وہ شکل پڑھی اور وہ آپ کے ذہن میں آ گئی اب اُس شکل کو جب آپ نے اپنے ذہن میں آنے والی شکل پر منطبق کیا اور تطبیق دی تو اُس نے مسترد کر دیا، اُس تصویر کو قبول نہیں کیا۔ ذہن میں جو تصویر آئی اِن کتابوں کے پڑھنے سے اُس تصویر پر یہ تصویر منطبق نہیں ہوئی۔ یہ بھی تصویر ہے، وہ بھی تصویر ہے۔ جب منطبق نہیں ہوئی تو آپ نے کہا تیری نماز نہیں ہوئی اس لیے کہ تیرا رُخ قبلہ کی طرف نہیں تھا، تو وضو سے نہیں تھا، تو نے دو رکعت پڑھی چار رکعت پڑھنی چاہیے تھیں ۔تصویر اُس کی جو ذہن میں آئی، اِس پر منطبق نہیں ہوئی پھر اُس نے کہا کہ میں نے چار ہی پڑھی ہیں باوضو پڑھی ہیں، قبلہ رُخ ہو کر پڑھی ہیں ۔آپ نے سنا اور سن کر وہ جو ذہن میں آپ کے تصویر ہے اُس پر اِس کو منطبق کیا ، یہ چسپاں ہوگئی آپ نے کہا بالکل ٹھیک ہے تیری نماز ہوگئی، تو یہ صورت اور شکل ہے اِن اعمال کی ۔

اگر غور کیا جائے تو اِس دُنیا میں ہم ان اعمال کی صورت اور شکل کو محسوس کرتے ہیں، جب ہمیں وہ عمل کسی نے غلط بتایا تو دماغ میں جو ہمارے اُس کی تصویر ہے اُس پر وہ منطبق نہیں ہوئی تو اُسے مسترد کر دیا۔ اعمال کی ایک شکل اور صورت ہے جو میں اور آپ ہر ایک محسوس کرتا ہے اور بچہ بھی محسوس کرتا ہے۔ بچے نے ایک ٹوفی کی ضد کی آپ سے، وہ ٹوفی آپ نے اُسے دے دی اور پھر وہ لے کر دوسری دے دی، وہ اُسے پھینک دے گا وہی مانگے گا، یہ کہاں سے مانگ رہا ہے اُس کے ذہن میں اُس ٹوفی کی ایک تصویر منطبق ہوگئی، اُس پر اِس ٹوفی کی تصویر منطبق نہیں ہو رہی تو وہ مسترد کر رہا ہے تو یہ شکل آ گئی۔

تو دُنیا میں ہم محسوس کرتے ہیں اور دُنیا میں ہم جانتے ہیں کہ یہ چیز ہو رہی ہے جب دُنیا میں یہ کچھ ہوتا ہے تو آخرت میں سب کچھ ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت سے یہاں ہو رہا ہے اُس نے ہی قدرت دی ہے اور اُسی کی قدرت سے وہاں بھی ہوگا جو ہوگا۔ تو یہ صورت کا انطباق ہوگا۔ جتنے ابواب آپ نے ابھی تک پڑھے، تو یہ بھی ایک عمل کیا، ایک محنت کی، ایک جدوجہد کی آپ نے۔ اب ہر جدوجہد جو ہوتی ہے ہر کام اور ہر

محنت جو ہوتی ہے اُس کا ایک ثمرہ ہوتا ہے ایک پھل ہوتا ہے۔ اب آپ یہ کیسے پتا چلائیں گے کہ آیا یہ مفید ہوا یا خسارے والا ہوا، یہ کارآمد یا بے کار رہے، یہ کیسے پتہ چلائیں گے؟

فائدہ یا نقصان اِس کا پتہ ناپ تول سے چلے گا :

یہ آپ وزن کر کے پتہ چلائیں گے۔ بغیر وزن کے پتہ نہیں چل سکتا۔ آپ نے ایک ایکڑ میں کھیتی باڑی کی اور محنت کی بیج ڈالا، پانی دیا، ہل چلایا سب کچھ کی محنت۔ اور محنت کے بعد جب فارغ ہوئے غلہ نکلا تو آپ نے اُس کو تولا، اخیر میں تول رہے ہیں وزن کر رہے ہیں اُس کا۔ اور وزن کرنے کے بعد آپ اب حساب لگا رہے ہیں کہ خرچ میرا کتنا ہوا اور اِس وزن کی گندم کتنے کی ملتی ہے تو اگر تو پانچ سو خرچ ہوا اور پانچ سو ہی کی گندم ملتی ہے تو آپ کہیں گے برابر سرابر ہو گیا نہ نقصان ہوا نہ نفع۔ اور پانچ سو خرچ ہوئے اور چار سو کی یہ گندم بکے گی تو آپ کہیں گے خسارہ ہو گیا۔ اور اگر پانچ سو خرچ ہوئے اور ہزار کی گندم بکتی ہے تو آپ کہیں گے فائدہ ہوا۔ تو شروع میں جو ہے اعمال کی شکل وصورت پھر اس کی حقیقت بتلائی کہ اُس میں جان کیسے پڑے گی اب جان پڑ گئی تو اُن اعمال کا جو آپ نے کیے اب وزن کیا ہے اُن کی قدر و قیمت کیا ہے؟ جو زندگی آپ نے گزاری اُس میں نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، زکوٰۃ دی، حج کیا، حقوق العباد ادا کیے، حقوق اللہ ادا کرتے رہے۔ اب اِن کی حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ وزن بھی رکھتے ہیں کچھ یا نہیں رکھتے بے وزن ہیں۔ اِن کی کوئی قدر ہے یا بے قدر ہیں۔

وزنِ اعمال آخر میں لانے کی وجہ :

یہ عمل چونکہ آخر میں ہوا کرتا ہے اس لیے سب سے آخر میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ " وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ " کا باب باندھ رہے ہیں اور بتلا رہے ہیں کہ یہاں پر اب وزن ہوگا اس موقع پر پتہ چلے گا تمہیں کہ جو تم نے محنت کی ہے اُس محنت میں تم کامیاب ہو یا ناکام، یہ یہاں آکر پتہ چلے گا بالکل آخر میں۔ تو کتاب کا افتتاح اور کتاب کا اختتام بالکل مناسب ہو گیا یہاں۔ (جاری ہے)

جو دیں کی خدمت یہ کر رہا ہے، خدایا اِس کو قبول کر لے

﴿ مولوی غلام اللہ اور ہمنوا مولوی عقیل احمد (میواتی برادران) فاضل جامعہ مدنیہ جدید ﴾

۞ ۞ ۞

خدایا پڑھنا قبول کر لے، ہمارا پڑھنا قبول کر لے
پڑھایا ہم کو ہے شیخ نے جو، خدایا اس کو قبول کر لے

پڑھی بخاری جو ہم نے مولیٰ عمل کی ہمت عطاء تو کر دے
یہ سونے چاندی کا سلسلہ ہے، خدایا اِس کو قبول کر لے

صدا زبانوں پہ ہو ہمارے، حدیثِ نبویؐ کے یہ ترانے
قرآن و سنت پہ جان دیں ہم، خدایا ہم کو قبول کر لے

رہیں پڑھاتے قرآن مولیٰ، ہیں آپ کے ہم غلام مولیٰ
پڑھائیں ہم بھی حدیثِ نبویؐ، خدایا ہم کو قبول کر لے

صدا پڑھاتے رہیں بخاری، تا دیر سایہ دُعا ہماری
دُعائیں ساری قبول کر لے، خدایا سب کو قبول کر لے

ہیں شیخ محمود اور خالد، امان اللہ اور عبدواحد
ہیں شیخ پیارے حسن ہمارے، تو اِن کی محنت قبول کر لے

یہ دیں کا گلشن صدا ہو قائم، ہوں رحمتیں اِس پہ تیری دائم
جو دیں کی خدمت یہ کر رہا ہے، خدایا اِس کو قبول کر لے

---

۱ شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب ۲ حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ جدید ۳ حضرت مولانا خالد محمود صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ جدید ۴ حضرت مولانا امان اللہ صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ جدید ۵ حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ جدید ۶ حضرت مولانا محمد حسن صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ جدید ۷ جامعہ مدنیہ جدید و خانقاہِ حامدیہ

رکھی ہے بنیاد خود نبی نے، یہ خواب سید عابدؒ کو آیا
وہی یہ دیوبند کا قافلہ ہے، خدایا اِس کو قبول کر لے

ہیں شیخ حامدؒ یہاں کے بانی، یہ جامعہ اُن کی ہے نشانی
یہ خانقاہی جو سلسلہ ہے، خدایا اِس کو قبول کر لے

ہو شیخ حامدؒ کے مقبرے پر، خدایا تیرے کرم کا سایہ
دیا جو درسِ حدیث انہوں نے، خدایا اُس کو قبول کر لے

ہیں شیخ گنگوہیؒ اور قاسمؒ، ہیں شیخ مدنیؒ وہ تھانویؒ بھی
رہے اَکابر کا فیض جاری، خدایا اِس کو قبول کر لے

تیرا میؔواتی ہے تیرا منگتا، تیرے ہی در کا ہے یہ سوالی
دُعائیں ہیں جو لبوں پہ جاری، خدایا اِن کو قبول کر لے

---

۸ بانیٔ اول دار العلوم دیوبند حضرت مولانا سید محمد عابد صاحبؒ ۹ حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحبؒ
۱۰ خانقاہِ حامدیہ قدوسیہ چشتیہ ۱۱ قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ
۱۲ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ ۱۳ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ
۱۴ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

جامعہ مدنیہ جدید کی ایک پُر وقار اور تاریخی تقریب کی مختصر رُوداد

﴿ بقلم مولانا محمد عابد صاحب، فاضل جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

۱۸؍رجب المرجب مطابق ۱۴؍اگست بروز پیر کو بعد نمازِ مغرب جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامدؒ میں بخاری شریف کی تکمیل کے سلسلہ میں ایک پروقار تقریب کا انعقاد ہوا۔ اِس تقریب کی صدارت مخدوم المشائخ حضرت اقدس سید نفیس الحسینی شاہ صاحب دامت برکاتہم نے فرمائی۔ اِس تقریب کا باقاعدہ آغاز جناب حافظ فرید احمد صاحب شریفی کی تلاوتِ کلام پاک سے ہوا۔ اس کے بعد جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل مولانا غلام اللہ فاروقی نے سرائیکی میں ہدیۂ نعت پیش کیا۔

ہدیۂ عقیدت کے بعد جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدظلہم نے تفصیلی بیان فرمایا۔ آپ نے اپنے بیان میں اکابرین کی رفعتِ شان کے سلسلہ میں ترغیبی واقعات سُنائے۔ علماء و اَکابر کے ادب واحترام پر زور دیا، علم سیکھنے کی ترغیب دی۔ بعد ازاں حضرت بانی جامعہ رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے جناب سعد الاسلام صاحب نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ پھر جامعہ قاسمیہ رحمٰن پورہ لاہور کے مہتمم حضرت مولانا شاہ محمد صاحب مدظلہم نے اصلاحی بیان فرمایا اور کلماتِ تبریک پیش کیے۔

اس کے بعد حضرت مولانا خالد محمود صاحب مدظلہم، اُستاذ الحدیث و ناظمِ تعلیمات جامعہ مدنیہ جدید نے حضرت اقدس بانیٔ جامعہ رحمہ اللہ کی شخصیت، جامعہ مدنیہ جدید و خانقاہِ حامدیہ اور الحامد ٹرسٹ کا تفصیلی تعارف پیش کیا۔ اس موقع پر دو کتابچے تقسیم کیے گئے، ایک الحامد ٹرسٹ کی جانب سے ''خدمات و تعارف'' کے عنوان سے تھا جبکہ دوسرا خانقاہِ حامدیہ کی طرف سے ''ہر مسلمان کے لیے دن رات کے مختصر معمولات'' کے عنوان سے تھا۔

مولانا غلام اللہ میواتی اور مولانا عقیل احمد میواتی (جو میواتی برادران کے نام سے معروف ہیں) نے اِسی سال جامعہ مدنیہ جدید میں دورۂ حدیث شریف کی تکمیل کی ہے۔ اِن دونوں نے اپنے اِس تعلیمی سال کی تکمیل کی خوشی میں ایک پُر اثر دُعائیہ نظم تیار کی اور نہایت پُرسوز انداز میں پڑھ کر حاضرین سے دادِ تحسین لی۔ اِس کے بعد ایک نعتیہ کلام انہی میواتی برادران نے مزید پڑھ کر سنایا۔

بعد اَزاں حضرت مولانا مفتی محمد وقاص صاحب مدظلہم جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام وممبر پارلیمنٹ بنگلہ دیش کا بیان ہوا۔ مولانا اِسی وقت پاکستان پہنچے تھے اور ایئرپورٹ سے سیدھے جامعہ جدید تشریف لائے۔ اُنہوں نے اپنے مختصر بیان میں تقریب ختم بخاری شریف کے حسن انتظام کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ ۳۳ برس پہلے دارالعلوم دیوبند کی تقریب ختم بخاری شریف کی یاد تازہ ہوگئی۔ نیز مسلمانوں کی ذمہ داریاں اور این جی اوز کی سازشی سرگرمیوں سے خبردار رہنے پر زور دیا۔ بعد ازاں سٹیج سیکرٹری مولانا محمد عرفان صاحب نے چند احباب کی فرمائش پر کچھ اشعار حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفعتِ شان میں پیش کیے۔ اِس کے بعد حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مدظلہم مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ مدنیہ جدید نے بخاری شریف کی آخری حدیثِ پاک کی تلاوت فرما کر اِس کی تشریح فرمائی جو آپ اِسی شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہم کے درس کے بعد اِس سال امتحانات میں کامیاب ہونے والے طلباء کو انعامات دیے گئے اور دورۂ حدیث شریف سے فارغ ہونے والے طلباء کی دستار بندی کی گئی۔

حضرت شاہ صاحب مدظلہم کی دُعا پر یہ مبارک مجلس اختتام پذیر ہوئی۔ فوراً ہی حافظ فرید احمد صاحب شریفی نے عشاء کی اذان دی۔ دس منٹ کے بعد تقریباً ساڑھے دس بجے عشاء کی جماعت ہوئی۔ بعد ازاں تمام مہمانانِ گرامی اور طلباء نے ماحضر تناول فرمایا۔

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مدظلہم شیخ الحدیث ومہتمم جامعہ مدنیہ جدید اور دیگر منتظمین و اراکین جامعہ اِس پُر وقار تقریب کی کامیابی پر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ جلسہ گاہ میں ہر طرح کا حسنِ انتظام تھا۔ پارکنگ کی جگہ، استقبالیہ اور مستورات کے لیے باپردہ الگ جگہ، خاص طور پر سپیکر کا نظم اور سٹیج کی خوبصورتی اور اِس کے اُوپر حاضرین کے بالمقابل عقیدۂ حیات النبی ﷺ کی احادیث پر مشتمل جہازی سائز کا بینر آویزاں تھا۔ سٹیج کے دائیں بائیں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اقدس مولانا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظاتِ عالیہ پر مشتمل بینرز آویزاں تھے۔ الغرض ہر چیز سے انتظام کی حسن وخوبی جھلک رہی تھی۔

اللہ تعالیٰ اِس اِدارے کی اور تمام دینی مدارس ومکاتب کی حفاظت فرمائے اور اِن کی تمام دینی وملّی خدمات کو قبولیت سے سرفراز فرما کر مزید کی توفیق عطاء فرمائے، آمین بحرمۃ خاتم النبیّن ﷺ .

اِس مبارک تقریب میں شرکت فرمانے والے علماء ومعززین کرام

(۱) فضیلۃ الشیخ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب مدظلہم العالی

(۲) حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب (مہتمم جامعہ مدنیہ لاہور)

(۳) حضرت مولانا مفتی وقاص صاحب ، جنرل سیکرٹری جمعیت علماء اسلام بنگلہ دیش و ممبر پارلیمنٹ

(۴) مولانا مطیع الرحمٰن صاحب فاضل جامعہ مدنیہ لاہور، ممبر پارلیمنٹ بنگلہ دیش

(۵) مولانا شہید الزمان صاحب، ممبر پارلیمنٹ حکمران جماعت بنگلہ دیش

(۶) جناب غلام کبیر صاحب، ممبر پارلیمنٹ بنگلہ دیش

(۷) جناب حافظ رشید احمد صاحب شریفی، کراچی

(۸) جناب حافظ فرید احمد صاحب شریفی، کراچی

(۹) مولانا ارشد الحسینی صاحب ابن مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحبؒ

(۱۰) جناب حاجی امان اللہ صاحب، لکی مروت (خادم بانی جامعہؒ)

(۱۱) مولانا قاری عثمان صاحب، فاضل جامعہ مدنیہ لاہور

(۱۲) مولانا نعیم الدین صاحب، فاضل جامعہ مدنیہ لاہور

(۱۳) مولانا سید مسعود میاں صاحب، فاضل جامعہ مدنیہ لاہور

(۱۴) مولانا محمد حسن صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ جدید

(۱۵) مولانا خالد محمود صاحب، اُستاذ الحدیث وناظم تعلیمات جامعہ مدنیہ جدید

(۱۶) مولانا امان اللہ خان صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ جدید

(۱۷) مولانا محمد حسین صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ جدید

(۱۸) مولانا عبدالباسط صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ جدید

(۱۹) مولانا خلیل الرحمٰن صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ جدید

(۲۰) مولانا محمد صابر صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ جدید

(۲۱) مولانا عبدالخالق صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ جدید

(۲۲) مولانا اظہار صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ جدید

(۲۳) قاری محمد سلیم صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ جدید

(۲۴) قاری محمد زاہد صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ جدید

(۲۵) مولانا محمد زکریا صاحب، فاضل جامعہ مدنیہ لاہور

(۲۶) مولانا شاہد ریاض صاحب، فاضل جامعہ مدنیہ لاہور

(۲۷) مولانا معین الدین صاحب، فاضل جامعہ مدنیہ لاہور

(۲۸) مولانا عبدالستار صاحب، فاضل جامعہ مدنیہ لاہور

(۲۹) مولانا محمد عرفان صاحب، فاضل جامعہ مدنیہ لاہور (سٹیج سیکرٹری)

(۳۰) مولانا محمد عابد صاحب، فاضل جامعہ مدنیہ لاہور

(۳۱) مولانا شیر محمد صاحب، ناظم جامعہ مدنیہ لاہور

(۳۲) مولانا صدیق صاحب، فاضل جامعہ مدنیہ لاہور

(۳۳) جناب حاجی امان اللہ صاحب، لکی مروت (خادم بانی جامعہؒ)

(۳۴) جناب محمد سرور الحسینی صاحب، کراچی

(۳۵) جناب حاجی فیروز صاحب

''مذمت''

پروگرام کے مطابق ختم بخاری شریف کے لیے جمعیت علماء ہند کے صدر اور دارالعلوم دیوبند کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا سید ارشد مدنی دامت برکاتہم نے تشریف لانا تھی۔ افسوس کہ آخری وقت تک سرتوڑ کوششوں کے باوجود حکومتِ پاکستان نے ویزا نہ دیا اور مولانا تشریف نہ لا سکے۔ حکومتِ پاکستان کی اس سرد مہری کی اِدارہ مذمت کرتا ہے۔ حاضرین جلسہ نے بھی اس موقع پر حکومت کے اس رویہ کی پُرزور مذمت کی۔

سلسلہ نمبر ۲۵ قسط : ۱

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمة اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

واقعۂ شہادت ذی النورین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

مسئلہ قصاص اور نعرۂ قصاص

حافظ ابن کثیر رحمة اللہ علیہ لکھتے ہیں :

جب یہ عظیم ترین حادثہ جو نہایت ہی برا تھا وقوع پذیر ہوا تو لوگوں کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے۔ انہوں نے اِسے نہایت بڑا حادثہ قرار دیا اور اُن جاہل خارجیوں کی اکثریت کو ندامت ہونی شروع ہوئی کہ ہم نے کیا کر ڈالا ہے۔ اِن کی مثال قرآن پاک میں ذکر کردہ پہلی اُمتوں میں اُس اُمت جیسی ہوئی جس نے گئوسالہ کی پوجا شروع کر دی تھی۔ باری تعالیٰ کے اِس ارشاد میں ذکر ہے :

وَلَمَّا سُقِطَ فِیْ اَیْدِیْهِمْ وَرَاَوْا اَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوْا قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ یَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَیَغْفِرْلَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ o (سورۂ اعراف آیت نمبر ۱۴۹)

''اور جب پچھتائے اور سمجھے کہ ہم بیشک گمراہ ہو گئے تو کہنے لگے اگر نہ رحم کرے ہم پر ہمارا رب اور نہ بخشے ہم کو تو بیشک ہم تباہ ہوں گے۔''

حضرت زبیرؓ کو اطلاع ملی۔ وہ مدینہ سے باہر تھے۔ اُنہوں نے کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ. پھر اللہ تعالیٰ سے حضرت عثمانؓ کے لیے دُعاء رحمت کرتے رہے۔ انہیں یہ بھی اطلاع پہنچی کہ جن لوگوں نے انہیں شہید کیا ہے وہ نادم ہیں۔ فرمایا تبًّا لَّهُمْ اُن کا ناس ہو اور یہ آیت پڑھی : مَایَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً

وَّاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ o فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ o ''یہ تو راہ دیکھتے ہیں ایک چنگھاڑ کی جو اُن کو آ پکڑے گی جب آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے پھر نہ کر سکیں گے کہ کچھ کہہ ہی مریں اور نہ اپنے گھر کو پھر کر جا سکیں۔''

حضرت علیؓ نے یہ خبر سنی تو حضرت عثمانؓ کے لیے دُعاءِ رحمت باری کرتے رہے۔ انہیں خبر ملی کہ جنہوں نے شہید کیا ہے وہ نادم ہیں تو اُنہوں نے یہ آیت پڑھی : كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّىْ بَرِئٌ مِّنْكَ اِنِّىٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ o ''جیسے قصہ شیطان کا جب کہے انسان کو تو منکر ہو پھر وہ منکر ہو گیا کہے میں الگ ہوں تجھ سے، میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو رب ہے سارے جہان کا۔''

حضرت سعدؓ کو اطلاع ملی تو اُنہوں نے حضرت عثمانؓ کے لیے دُعاءِ رحمت و مغفرت کی۔ جن لوگوں نے انہیں شہید کیا تھا، اُن کے بارے میں یہ آیت پڑھی : قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا o اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا o ''تو کہہ ہم بتائیں تم کو کن کا کیا ہوا گیا بہت اکارت، وہ لوگ جن کی کوشش بھٹکتی رہی دُنیا کی زندگی میں اور وہ سمجھتے رہے کہ خوب بناتے ہیں کام۔''

پھر اُنہوں نے قاتلین کو بددُعاء دی کہ خداوندا انہیں اور ندامت دِکھا (خوب پچھتائیں) اِن کی گرفت فرما۔ اَللّٰهُمَّ اَنْدِمْهُمْ وَخُذْهُمْ .

اَسلاف میں کچھ حضرات نے خدا کی قسم کھا کر بیان کیا ہے کہ اُن میں سے ہر ہر آدمی قتل ہی ہوا ہے۔ حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ایسے ہونا چاہیے بھی تھا۔ اور اسباب کے علاوہ اس لیے بھی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ مستجاب الدُّعاء تھے جیسا کہ حدیثِ صحیح میں آیا ہے۔ حضرت سعید بن زیدؓ نے فرمایا یہ جو تم نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ معاملہ کیا ہے یہ ایسا گناہ ہے کہ اس پر اگر اُحد پہاڑ پھٹ پڑے تو یہ درست ہو (ابن ابی شیبہ ص ۹۸۸ ج ۴)

ابو العالیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کی لاش مبارک کے پاس پہنچے تو اُن کے اُوپر لپٹے رہے اور روتے رہے حَتّٰى ظَنُّوْا اَنَّهٗ سَيَلْحَقُ بِهٖ حتی کہ لوگوں کو خیال ہوا کہ یہ کہیں وفات نہ پا جائیں۔ منظور بن سیار الفزاری کی اہلیہ بیان کرتی ہیں ہم حج کے لیے گئے تھے، ہمیں شہادت عثمانؓ کی خبر نہ تھی۔ جب ہم ''مرج'' مقام پر تھے تو رات کے وقت ایک شخص یہ شعر گاتا ہوا جا رہا تھا ؎

اَلَا اِنَّ خَیْرَ النَّاسِ بَعْدَ ثَلٰثَةٍ قَتِیْلُ التَّجِیْبِی الَّذِیْ جَآءَ مِنْ مِّصْرَ

تینوں حضرات کے بعد سب سے بہتر وہ شخص تھا جسے تجیبی نے جو مصر سے آیا تھا قتل کیا

جب حج سے لوگ آئے تو دیکھا کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیے گئے اور لوگوں نے حضرت علیؓ سے بیعت کرلی۔(البدایہ ص ۱۹۰ ج ۷)

اِسی روایت میں ہے کہ قاتل کنانة بن بشر بن عتاب التجیبی تھا۔(البدایہ والنہایہ ص۱۸۹ ج ۷)

سب سے پہلے جو شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اُسے ''اَلْمَوْتُ الْاَسْوَدُ'' (سیاہ موت) کہا جاتا تھا۔اُس نے آپ کا گلا گھونٹا جس سے آپ پر غشی کی کیفیت ہوگئی، سانس حلق میں اَٹکنے لگا، وہ چھوڑ کر چلا گیا۔ وہ یہ سمجھا کہ اُس نے انہیں شہید کر دیا ہے۔ محمد بن ابی بکر آیا اُس نے آپ کی ریش مبارک پکڑی (آپ نے اُسے غیرت دلائی) وہ نادم ہو کر باہر نکل گیا۔ پھر ایک اور شخص آیا اُس کے ہاتھ میں تلوار تھی، اُس نے تلوار سے آپ پر وار کیا، آپ نے ہاتھ سے وَار روکا، ہاتھ کٹ گیا۔ کچھ بیان کرنے والے کہتے ہیں کہ ہاتھ بالکل الگ ہوگیا، کچھ کہتے ہیں کہ کٹ گیا الگ نہیں ہوا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ وہ ہاتھ ہے جس نے سب سے پہلے قرآن پاک کی مفصل سورتیں لکھیں۔ آپ کے خون کا سب سے پہلا قطرہ اِس آیت پر گرا فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ o ''سو اب کافی ہے تیری طرف سے اُن کو اللہ اور وہی ہے سننے اور جاننے والا''

پھر ایک اور شخص تلوار ہلاتا ہوا آیا، (آپ کی زوجہ) حضرت نائلہ بنت الفرافصہ روکنے کے لیے آگے بڑھیں، اُس کی تلوار پکڑ لی، اُس نے اِن کے ہاتھ میں سے تلوار اِس طرح کھینچی کہ اِن کی اُنگلیاں کاٹ دیں۔ پھر آگے بڑھ کر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بطن مبارک پر (جو ہاتھ کٹ جانے کی وجہ سے کمزوری سے لیٹ گئے ہوں گے) تلوار رکھی اور اپنا پورا بوجھ اُس پر ڈال دیا۔

اس واقعہ کی دوسری روایت اس طرح ہے کہ محمد بن ابی بکر کے جانے کے بعد غافقی بن حرب آگے بڑھا۔ اِس کے ہاتھ میں لوہے کی چیز تھی، وہ آپ کے دہن مبارک پر ماری، آپ کے سامنے جو قرآن پاک تھا اُس پر پاؤں مارا جس سے مصحفِ عثمانی گھوم گیا وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ (مگر گھوم کر صحیح طرح) آپ کے سامنے ٹھہر گیا اور اِس پر (دہن مبارک) کا خون بہنے لگا۔

پھر سودان بن حُمران تلوار لیکر آگے بڑھا۔ حضرت نائلہ آڑے آئیں، اُس نے اِن کی اُنگلیاں کاٹ دیں، وہ مڑ کر پیچھے ہٹیں تو اُس (خبیث) نے اِن کے سرین پر ہاتھ مارا اور بکواس کی۔ اس نے حضرت عثمانؓ پر وار کر کے اُنہیں شہید کر دیا۔ اتنے میں حضرت عثمانؓ کا ایک غلام آیا، اس نے سودان پر حملہ کیا اور اُسے قتل (کر کے جہنم رسید) کیا۔ اُس غلام پر اِن باغیوں میں سے ایک شخص جس کا نام ''قترہ'' تھا، حملہ کر کے شہید کر دیا۔ جب یہ لوگ گھر کے صحن تک پہنچے تو سیدنا عثمانؓ کے ایک اور غلام نے قترہ پر حملہ کر کے اِسے مار دیا۔

ان لوگوں کے جو چیز ہاتھ لگی وہ بھی لُوٹنے لگے، ایک شخص جسے کلثوم التجیبی کہا جاتا تھا اُس نے حضرت نائلہ کی (جو زخمی حالت میں تھیں) چادر چھینی، اِسے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک غلام نے مار ڈالا، اور یہ غلام بھی شہید کر دیا گیا۔ (البدایہ ص۱۸۸۔۱۸۹ ج ۷)

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جنازہ گھر سے نکالا گیا، اُس کے بعد اِن دونوں کا جنازہ بھی نکالا گیا جو گھر میں شہید کیے گئے تھے، ان کے نام صبیح اور نجیح تھا، انہیں بھی حضرت عثمانؓ کے پہلو میں ''حش کوکب'' ہی میں دفن کیا گیا۔ (البدایہ ص۱۹۱)

ایک مصری شخص آیا، یہ ''کِندی'' تھا، اُس کا لقب حمار (گدھا) تھا، کنیت ابورومان تھی۔ قتادہ نے بتلایا کہ اُس کا نام رومان تھا اور حضرات نے کہا ہے کَانَ اَزْرَقَ نیلگوں آنکھوں والا اَشْقَرَ سرخ سپید یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا نام سودان بن رومان تھا اور وہ مرادی تھا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :

كَانَ اسْمُ الَّذِیْ قَتَلَ عُثْمَانَ اَسْوَدُ بْنُ حُمْرَانَ . (البدایہ ص ۱۸۵)

''جس شخص نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا اُس کا نام اسود بن حمران تھا''۔

ابن عون کہتے ہیں کہ آپکی پیشانی اور سر مبارک کے اگلے حصہ پر لوہے کے نوک دار سریہ سے کنانہ بن بشر نے حملہ کیا تھا، آپ اِسکے بعد پہلو پر گر گئے، پھر اَسود بن حمران المرادی نے شہید کر دیا۔ (البدایہ ص۱۸۵)

ابن خلدون کا بیان ہے :

وَانْتَدَبَ رَجُلٌ فَدَخَلَ عَلٰی عُثْمَانَ فِی الْبَیْتِ فَحَاوَرَهٗ فِی الْخَلْعِ فَاَبٰی فَخَرَجَ وَدَخَلَ اٰخَرُ ثُمَّ اٰخَرُ كُلُّهُمْ یَعِظُهٗ فَیَخْرُجُ وَیُفَارِقُ الْقَوْمَ وَجَآءَ ابْنُ

سَلَامٍ فَوَعَظَهُمْ فَهَمُّوْا بِقَتْلِهٖ .وَدَخَلَ عَلَيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِىْ بَكْرٍ فَحَاوَرَهٗ طَوِيْلًا بِمَالَاحَاجَةَ اِلٰى ذِكْرِهٖ ثُمَّ اسْتَحْيٰى وَخَرَجَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ السُّفَهَآءُ فَضَرَبَهٗ اَحَدُهُمْ وَاَكَبَّتْ عَلَيْهِ نَائِلَةُ امْرَأَتُهٗ تَتَّقِى الضَّرْبَ بِيَدِهَا فَنَفَحَهَا اَحَدُهُمْ بِالسَّيْفِ فِىْ اَصَابِعِهَا ثُمَّ قَتَلُوْهُ وَسَالَ دَمُهٗ عَلَى الْمُصْحَفِ وَجَآءَ غِلْمَانُهٗ فَقَتَلُوْا بَعْضَ اُولٰئِكَ الْقَاتِلِيْنَ وَقَتَلَهٗ اٰخَرُ وَانْتَهَبُوْا مَا فِى الْبَيْتِ وَمَا عَلَى النِّسَآءِ حَتّٰى نَائِلَةَ وَقَتَلَ الْغِلْمَانُ مِنْهُمْ وَقَتَلُوْا مِنَ الْغِلْمَانِ. ثُمَّ خَرَجُوْا اِلٰى بَيْتِ الْمَالِ فَانْتَهَبُوْهُ وَاَرَادُوْا قَطْعَ رَأْسِهٖ فَمَنَعَهُمُ النِّسَآءُ فَقَالَ ابْنُ عُدَيْسٍ اُتْرُكُوْهُ . وَيُقَالُ اِنَّ الَّذِىْ تَوَلّٰى قَتْلَهٗ كِنَانَةُ بْنُ بِشْرٍ التَّجِيْبِىُّ وَطَعَنَهٗ عَمْرُو بْنُ الْحُمُقِ طَعَنَاتٍ وَجَآءَ عُمَيْرُ بْنُ ضَابِئٍ وَكَانَ اَبُوْهُ مَاتَ فِىْ سِجْنِهٖ فَوَثَبَ عَلَيْهِ حَتّٰى كَسَّرَ ضِلْعًا مِّنْ اَضْلَاعِهٖ.(ابن خلدون ص ۱۵۰ ج۲)

ایک آدمی آیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کمرہ میں پہنچا۔ خلافت سے دستبرداری کے لیے گفتگو کرتا رہا۔ آپؓ نے انکار فرمادیا۔ وہ چلا گیا اور دوسرا آ گیا پھر اور ایک آ گیا سب کو آپ وعظ فرماتے رہے۔ اِن میں سے ہر ایک باہر جا کر اپنے ساتھیوں سے الگ ہوتا گیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام آئے انہیں (باغیوں کو) نصیحت فرمائی۔ یہ لوگ انہیں قتل کرنے پر تل گئے۔ محمد بن ابی بکر آیا، اُس نے بہت لمبی گفتگو کی جس کے ذکر کی ضرورت نہیں۔ پھر وہ شرمایا اور باہر نکل گیا۔ پھر بڑے ہی ذلیل لوگ اندر آ گئے، اُن میں سے ایک نے آپ پر وار کیا، آپ کی اہلیہ حضرت نائلہؓ نے حضرت عثمانؓ کو ڈھانپ لیا اپنے ہاتھ سے بچاتی رہیں۔ ایک شخص نے اِن کی اُنگلیوں پر تلوار ماری، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا، ان کا خون مصحف پر بہنے لگا، آپ کے غلام (دوڑے آئے) ان قاتلوں میں سے چند کو مار ڈالا۔ اس غلام کو دوسرے نے شہید کر دیا۔ جو کچھ گھر میں تھا اور جو عورتوں کے پاس تھا حتی کہ جو (زخمی) نائلہؓ کے پاس تھا لُوٹا (پھر) ان میں سے (بھی) کچھ کو حضرت عثمانؓ کے غلاموں نے قتل کر ڈالا اور اُنہوں نے غلاموں کو شہید کر دیا۔ پھر بیت المال کا

رُخ کیا وہ لُوٹا۔ اِن ظالموں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا سر مبارک کاٹنا چاہا۔ عورتیں روکنے لگیں، ابن عُدَیس نے کہا، انہیں چھوڑ و۔ اور کہا جاتا ہے کہ جس شخص نے شہید کیا (اس کا نام) کنانہ بن بشر التجیبی تھا اور عمرو بن الحمق نے متعدد دفعہ نیزے مارے۔ عمیر بن ضابئ آیا، اس کے باپ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جیل میں انتقال ہو گیا تھا۔ وہ آپ کے اُوپر کھڑے ہو کر کودا، حتی کہ آپ کی ایک پسلی توڑ دی۔ (العیاذ باللّٰہ)

یہاں ابن عُدَیس رضی اللہ عنہ کا نام بھی آیا ہے، یہ اصحاب بیعت رضوان میں ہیں۔ اور عمرو بن حمق بھی صحابی ہیں۔ صَحَابِیٌّ سَکَنَ الْکُوْفَۃَ ثُمَّ مِصْرَ قُتِلَ فِیْ خِلَافَۃِ مُعَاوِیَۃَ. (تقریب التھذیب) صحابی ہیں، کوفہ میں رہے پھر مصر میں رہے حضرت معاویہؓ کے دَورِ خلافت میں قتل کر دیئے گئے۔

کوئی بھی صحابی شہید کرنے میں شریک نہ تھا، بعد میں یا فوراً بعد ہی جبکہ اتنا عظیم حادثہ ہوا ہو جس نے بھی سنا ہوگا پہنچا ہوگا۔

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سھم بن خنش ازدی کو دوبارہ ''دیر سمعان'' کا حاکم بنایا تو اُنہوں نے ان سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حال معلوم کیا۔ کیونکہ دارِ عثمانؓ میں وقتِ وقوع موجود تھے۔ ابن عساکرؒ نے یہ واقعہ بالتفصیل لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے :

''وفد سبائیہ'' جو مصر کا وفد تھا حضرت عثمانؓ کے پاس آئے، اُنہوں نے اِن کی باتیں مان لیں، انہیں خوش کر دیا، وہ واپس روانہ ہو گئے (لیکن وہ) پھر مدینہ شریف واپس آ گئے۔ جس وقت یہ لوگ واپس آئے ہیں تو حضرت عثمانؓ صبح یا ظہر کی نماز کے لیے گھر سے باہر تشریف لائے تو اُن لوگوں نے آپ پر کنکریاں جوتے اور موزے پھینکے، آپ گھر واپس تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ ابوہریرہ حضرت زبیر اُن کے صاحبزادے عبداللہ، حضرت طلحہ (رضی اللہ عنہم) مروان اور مغیرۃ بن الاخنس اور دیگر حضرات ساتھ ہو لیے۔ مصریوں کے اس وفد نے آپ کے مکان کا گھیراڈال لیا۔ حضرت عثمانؓ نے لوگوں سے مشورہ کیا تو عبداللہ بن زبیرؓ نے عرض کیا اے امیر المؤمنین میں تین باتیں عرض کرتا ہوں، ان میں سے کوئی ایک اختیار کر لیجئے۔ یا تو آپ عمرہ کا احرام باندھ لیجئے تو اُن پر ہمارے خون حرام ہو جائیں گے یا ہم آپ کے ساتھ سوار ہو کر شام چلے چلیں یا ہم ان کے مقابلہ میں نکل کر تلوار چلائیں حتی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور اُن کے درمیان فیصلہ فرمادے کیونکہ ہم حق پر ہیں

اور وہ باطل پر۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا تم نے عمرہ کے احرام کا جو مشورہ دیا ہے اس کے بعد ہمارے خون اُن پر حرام ہو جائیں گے۔ تو وہ ہمیں اب اور احرام کی حالت میں اور احرام کھولنے کے بعد ہر حال میں گمراہ سمجھ رہے ہیں۔

اور شام جانے کا جو مشورہ دیا ہے تو مجھے شرم آتی ہے کہ میں اِن لوگوں سے ڈر کر نکلوں (پھر) مجھے اہل شام ایسی نظروں سے دیکھیں اور کافر دشمن تک یہ بات پہنچے۔

تیسری بات یہ کہ ہم اِن سے لڑیں (تو میں یہ بھی نہ کروں گا) مجھے اُمید ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے پاس اس طرح حاضر ہوں گا کہ میری وجہ سے ایک چُلّو (سینگی بھر) بھی خون نہ بہے۔

سہم نے واقعہ ذکر کرتے ہوئے کہا: ایک دن ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز فجر ادا کی۔ جب فارغ ہوئے تو آپ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، آج رات میں نے دیکھا کہ میرے پاس ابوبکر و عمر آئے (رضی اللہ عنہما) انہوں نے مجھ سے کہا کہ عثمان روزہ رکھ لو کیونکہ تمہیں ہمارے پاس روزہ کھولنا ہے۔ میں تم لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میں (نے روزہ کی نیت کر لی ہے اور) روزہ سے ہوں اور میں ہر اُس شخص کو جو خدا اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو، قسم دیتا ہوں کہ وہ گھر سے اس طرح نکل جائے کہ وہ خود بھی سالم رہے اور دوسرا مدمقابل بھی اُس کے ہاتھ سے سالم رہے۔ ہم نے عرض کیا کہ اگر ہم نکل بھی گئے تو بھی ہم ان سے اپنے بارے میں مطمئن نہ ہوں گے (کہ ہم محفوظ ہیں) تو آپ نے ہمیں اجازت دی کہ ہم مکان کے ایک کمرے میں رہیں، ہمارے ساتھی یکجا رہیں اور ہمارا تحفظ رہے۔

پھر آپ نے مکان کا دروازہ کھول دینے کا حکم دیا، قرآن پاک منگایا اُس پر آپ نے اپنے آپ کو جھکا لیا، اُس وقت آپ کے پاس آپ کے دو بیویاں تھیں، **بنت الفرافصہ** اور **ابنۃ شیبہ** اس کے بعد سب سے پہلے جو شخص آیا وہ محمد بن ابی بکر تھا۔ اُس نے آپ کی مبارک ڈاڑھی پکڑی۔ تو آپ نے فرمایا بھتیجے اِسے چھوڑ دے، خدا کی قسم تمہارے والد تو اِس کے لیے اس سے بھی کم پر بے چین و بے تاب ہو جاتے تھے۔ وہ اس جملہ پر شرما کر باہر نکل گیا اور ان لوگوں سے کہا میں نے تمہاری خاطر اِنہیں بدنما کر دیا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ریش مبارک کے جو بال گر گئے تھے وہ اکٹھے کر لیے اور اپنی ایک اہلیہ کو

دیئے پھر رومان بن سودان اندر آیا۔ یہ شخص نیلگوں آنکھوں والا پستہ قد اور چست تھا۔ اس کا شمار مرادیوں میں ہوتا تھا، اس کے پاس لوہے کی نوک دار (یا دھار دار) چیز تھی۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے جا کر کہنے لگا اے نعثل (ایک یہودی کا نام تھا) تو کس مذہب پر ہے۔ آپؓ نے فرمایا میں نعثل نہیں ہوں میں عثمان بن عفان ہوں اور میں وَاَنَا عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ملتِ ابراہیمی پر ہوں باقی سب مذہبوں سے ہٹا ہوا ہوں اور میں مشرک نہیں ہوں۔

وہ کہنے لگا غلط کہتے ہو۔ اِس کے ساتھ ہی اُس نے وہ نوک دار چیز آپ کی بائیں کنپٹی پر ماری جس سے آپ شہید ہو کر گر گئے۔ نائلہ نے انہیں اپنے کپڑوں سے ڈھانپ لیا (کہ اِن کے کپڑے آڑ بن گئے) وہ بھاری بھر کم جسم کی تھیں، پھر انہوں نے اپنے آپ کو حضرت عثمانؓ پر بچانے کے لیے ڈال کر انہیں ڈھانپ لیا۔ پھر جو حصہ جسم کا کھلا رہ گیا تھا اُس پر بنت شیبہ نے اپنے آپ کو ڈال کر ڈھانپ لیا۔ ایک اور مصری شخص ننگی تلوار لے کر آیا، کہنے لگا قسم خدا کی میں اِن کی ناک کاٹوں گا۔ اُس نے اُوپر سے اہلیہ حضرت عثمان کو ہٹانا چاہا لیکن وہ غالب رہیں۔ اس نے اہلیہ محترمہ کے پیچھے سے اُن کی قمیص ہٹائی (کہ کپڑا درمیان سے ہٹ جائے) اسے اہلیہ محترمہ کی کمر نظر آئی جب کسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک اُسے تلوار پہنچتی نظر نہ آئی تو اس نے اِن کے کان اور کندھے کے درمیان سے تلوار گھسائی۔ اُنہوں نے ہاتھ سے تلوار پکڑ لی، اس نے تلوار کو حرکت دی تو اِن کی اُنگلیاں کٹ گئیں۔ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک غلام اَسود کو آواز دی، اے رباح میرے پاس سے اِس شخص کو ہٹا۔ غلام آگے بڑھا اِس کے پاس پہنچا اور اِسے قتل کر دیا اور وہ لوگ جو کمرے میں تھے نکل آئے وہ اپنے بچاؤ کے لیے لڑنے لگے۔ مغیرہ بن اخنس شہید کر دیئے گئے مروان زخمی ہوا۔ سہم نے (بیان جاری رکھتے ہوئے) بتلایا۔ جب شام ہوئی تو ہم نے کہا کہ اگر ہم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو صبح تک یہاں چھوڑا تو یہ لوگ مثلہ کر دیں (بدنما شکل بنانے کے لیے ناک کان کاٹ ڈالیں گے) اس لیے ہم رات کی تاریکی میں انہیں دفن کرنے کے لیے بقیع فرقد کی طرف لے چلے۔ ہمیں اپنے پیچھے بڑا مجمع نظر آیا۔

ہم ان لوگوں سے ڈرے اور قریب تھے کہ ہم انہیں چھوڑ کر الگ الگ بھاگ جائیں کہ ان میں سے کسی نے آواز دے کر کہا کہ ڈرو مت ٹھہرو ہم اس لیے آئے ہیں کہ تمہارے ساتھ اِن کے جنازہ میں شریک ہوں۔ ابوجیش کہا کرتے تھے کہ یہ خدا کے فرشتے تھے۔ ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دفن کیا۔ پھر ہم رات

ہی رات شام کی طرف بھاگ نکلے۔ جب ہم وادی القریٰ میں پہنچے تو ہمیں لشکر ملا جو حبیب بن مسلمہ کی سرکردگی میں تھا۔ یہ لشکر حضرت عثمانؓ کی مدد کے لیے آ رہا تھا۔ ہم نے انہیں ان کی شہادت اور دفن کی اطلاع دی۔ (البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۳۶۷۔۳۶۸)

ان سب واقعات کو دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ : محمد بن ابی بکر کے ساتھ آدمی گھر میں داخل ہوئے۔ (ص ۱۸۴) محمد بن ابی بکر نادم ہوا۔ اُن کو اس جرمِ عظیم سے روکنا چاہا اور گھر سے نکل گیا، یہ لوگ نہ رُکے اور وبالِ آخرت اپنے سر لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

''موت اسود'' کہلانے والا شخص اگر ''سودان'' کے علاوہ کوئی اور ہے تو موت اسود نامی شخص تو گھر سے نکل چکا تھا اور ارتکابِ قتل سودان نے کیا۔ ورنہ یہی ایک شخص ہے جسے مختلف ناموں سے ذکر کیا گیا ہے۔ موت اسود، سودان بن حمران المرادی، اسود بن حمران، ابورومان حماری کندی، (کسی نے اِسے کندی اور کسی نے مرادی کہا ہے) رومان، سودان بن رومان مرادی اور اس کا حلیہ یہ تھا: ازرق، اشقر اور اسے سیدنا عثمانؓ کے غلام صبیح یا نجیح نے گھر سے نکلنے سے پہلے ہی قتل کر دیا تھا۔

تجیبی کلثوم التجیبی مصری ہے، وہ بھی وہیں دار ہی میں صبیح یا نجیح کے ہاتھ سے مارا گیا تھا۔ اس طرح اس قاتل کو بھی خدا نے وہیں قتل کرا دیا۔ ان قاتلین کا بقیہ گروپ ندامت کے بعد اس اندیشہ سے کہ انہیں اہل مدینہ اور ان کے ساتھی جو بعد از وقت ندامت کا اظہار کر رہے تھے کسی بھی وقت مار سکتے ہیں، مدینہ شریف سے چھپ کر بھاگ نکلے۔ رات کو سفر کرتے دن میں چھپ جاتے، لیکن مصر جاتے ہوئے مارے گئے۔ ان کے مارے جانے کا واقعہ محدثِ جلیل ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے مُصَنَّف میں تحریر فرمایا ہے۔ ابن ابی شیبہ امام بخاری رحمہ اللہ کے اُن اساتذہ میں ہیں جن کی روایات انہوں نے صحیح بخاری میں دی ہیں، وہ فرماتے ہیں :

فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَبُوْعَمْرِوبْنُ بُدَيْلِ الْخُزَاعِيُّ وَالتَّجِيْبِيُّ قَالَ فَطَعَنَهُ اَحَدُهُمَا بِمِشْقَصٍ فِيْ اَوْدَاجِهٖ وَعَلَاهُ الْاٰخِرُ بِالسَّيْفِ فَقَتَلُوْهُ ثُمَّ انْطَلَقُوْا هَرْبًا يَّسِيْرُوْنَ بِاللَّيْلِ وَ يَكْمُنُوْنَ بِالنَّهَارِ حَتّٰى اَتَوْا بَلَدًا بَيْنَ مِصْرَ وَالشَّامِ . قَالَ فَكَمِنُوْا فِيْ غَارٍ قَالَ فَجَآءَ نِبْطِيٌّ مِنْ تِلْكَ الْبِلَادِ مَعَهٗ حِمَارٌ قَالَ فَدَخَلَ ذُبَابٌ فِيْ مَنْخَرِ الْحِمَارِ قَالَ فَنَفَرَ حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهِمُ الْغَارَ وَطَلَبَهٗ صَاحِبُهٗ

فَرَاٰهُمْ فَانْطَلَقَ اِلٰی عَامِلِ مُّعٰوِيَةَ فَاَخْبَرَهٗ بِهِمْ قَالَ فَاَخَذَهُمْ مُعٰوِيَةُ فَضَرَبَ اَعْنَاقَهُمْ . (المصنف لابن ابی شیبه ص ۶۹۷ ج ۴)

''سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس ابوعمرو بن بدیل اور تجیبی پہنچے۔ایک نے ان کے گلے کی رگوں پر بھالا مارا۔اور دوسرا تلوار مار کر چڑھ گیا اور شہید کر دیا پھر یہ بھاگ گئے۔ رات کو سفر کرتے اور دن میں چھپ جاتے حتی کہ یہ ایک شہر پہنچے جو مصر اور شام کے درمیان تھا۔ وہاں ایک غار میں چھپ گئے، ایک سرمدی گندم فروش آیا جو اِن ہی شہروں میں سے کہیں کا رہنے والا تھا۔ اس کے ساتھ اس کا گدھا تھا، گدھے کی ناک میں کسی طرح مکھی چلی گئی، وہ بدک کر بھاگا حتی کہ اِسی غار میں جا کھڑا ہوا جہاں یہ تھے۔اسے تلاش کرتے کرتے اُس کا مالک بھی وہاں پہنچا، اس نے ان لوگوں کو دیکھا تو آ کر حضرت معاویہؓ کے عامل کو اطلاع کر دی۔اس نے ان لوگوں کو پکڑ کر حضرت معاویہؓ کے پاس پہنچا دیا، انہوں نے انہیں قتل کر دیا۔''

محمد بن ابی بکر کے بارے میں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں :

وَالصَّحِيْحُ اَنَّ الَّذِیْ فَعَلَ ذٰلِكَ غَيْرُهٗ وَاَنَّهٗ اسْتَحْیٰ وَرَجَعَ حِيْنَ قَالَ لَهٗ عُثْمَانُ لَقَدْ اَخَذْتَ بِلِحْيَةٍ كَانَ اَبُوْكَ يُكْرِمُهَا فَتَنَدَّمَ مِنْ ذٰلِكَ وَغَطّٰی وَجْهَهٗ وَرَجَعَ وَحَاجَزَ دُوْنَهٗ فَلَمْ يُفِدْ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا وَكَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتَابِ مَسْطُوْرًا. (البدایه ص ۱۸۵ ج ۷)

''اور صحیح بات یہ ہے کہ جس شخص نے یہ کام کیا وہ اور تھا اور محمد بن ابی بکر اُس وقت شرمار کر لوٹ گیا جس وقت اُس سے حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ تو نے وہ ڈاڑھی پکڑی ہے جس کا تیرے والد اِکرام کیا کرتے تھے، اس نے اسے برا کام سمجھا، اپنا منہ ڈھانپ کر لوٹا۔سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اُوپر حملہ آوروں کو روکا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا، جو اللہ کا حکم مقرر تھا وہی ہوا اور یہی لوحِ محفوظ میں لکھا ہوا تھا''۔(جاری ہے)

رمضان المبارک کی فضیلت اور تاریخی واقعات

﴿ حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب، کراچی ﴾

یہ بات کم وبیش ہر مسلمان جانتا ہے کہ اسلام کی بنیادی باتیں پانچ ہیں جن کو ''ارکانِ اسلام'' کہا جاتا ہے۔ ان ارکان میں ایک اہم رُکن ماہ رمضان کے پورے مہینہ کے روزے ہیں۔ روزوں کی فضیلت تو اپنی جگہ روزہ رکھنے کے لیے سحری کھانا علیحدہ اور مستقل عبادت۔ حدیث شریف میں سحری کھانے والوں کو بشارت دی گئی کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے سحری کھانے والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔ (طبرانی، ترغیب)

اسی طرح حدیث میں ہے کہ روزہ دار کے لیے دو موقعے خوشی کے ہیں، ایک افطار کے وقت (دُنیا میں) دوسرے اللہ سے ملاقات کے وقت (آخرت میں)۔ ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ روزہ دار کی افطار کے وقت دُعا قبول فرماتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ روزہ صرف ایک عبادت نہیں بلکہ کئی عبادتوں کا مجموعہ ہے

ماہِ رمضان کی فضیلت وعظمت :

☆ ماہ رمضان کو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا مہینہ فرمایا ہے۔ اس مہینہ کی فضیلت وعظمت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ قرآن پاک اور اکثر آسمانی کتابیں اِسی بابرکت اور مقدس مہینے میں نازل ہوئیں۔

☆ ماہِ رمضان کی پہلی یا تیسری تاریخ کو سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر صحیفے نازل ہوئے جو تعداد میں دس تھے۔ صحفِ ابراہیمی سے سات سو سال بعد رمضان کی چھ تاریخ کو سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر ''توراۃ'' نازل ہوئی۔ توراۃ سے پانچ سو سال بعد تیرہ یا اٹھارہ رمضان کو سیدنا داؤد علیہ السلام پر ''زبور'' نازل ہوئی۔ زبور سے بارہ سو سال بعد رمضان کی اٹھارہ تاریخ کو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پر ''انجیل'' نازل ہوئی۔

نزولِ قرآن :

انجیل سے پورے چھ سو بیس سال بعد ۱۷ر رمضان المبارک مطابق ۶ر اگست ۶۱۰ء بروز پیر سیدنا رسول اللہ ﷺ پر قرآن مجید فرقان حمید نازل ہونا شروع ہوا اور تیئس سال کے عرصہ میں مکمل ہوا۔ چنانچہ ارشادِ رب العالمین ہے۔

''رمضان کے مہینہ میں قرآن مجید کا نزول شروع ہوا وہ (قرآن) انسانوں کے لیے رہنما ہے اور ہدایت کی روشن دلیلیں رکھتا ہے۔'' (پارہ نمبر۲ رکوع ۷)

ماہِ رمضان نزولِ قرآن کی زندۂ جاوید یادگار ہے :

ایک حدیث میں ہے روزہ اور قرآن قیامت کے دن اللہ کے حضور میں شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے پروردگار! میں نے اِسے دن میں کھانے پینے سے اور خواہشاتِ نفسانی سے روکا تھا، لہٰذا اِس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ اسی طرح قرآن کہے گا میں نے اِسے رات میں (زیادہ) سونے سے روکا تھا، لہٰذا اِس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ اِس کے بعد حضور سرورِ عالم ﷺ نے بشارت دیتے ہوئے فرمایا: اللہ تعالیٰ دونوں کی شفاعت قبول فرمائیں گے۔

ہماری دُعا ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ماہ رمضان کا احترام اور روزہ رکھنے کی توفیق اور قرآنِ کریم کی تلاوت کا شوق عطا فرمائے، آمین۔

غور کریں تو رمضان المبارک میں دو عبادتیں اہم ہیں، دن کا روزہ اور رات کی تراویح۔ اور تراویح میں قرآنِ کریم کی تلاوت ایسی عبادت ہے کہ سال کے گیارہ مہینوں میں نہیں ہوتی جو قرآنِ کریم کی حفاظت کا بے مثال عمل ہے اور اللہ تعالیٰ کے قرآن کی حفاظت کے ذمہ کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

جنگِ بدر :

اسی مقدس و بابرکت مہینہ میں رمضان المبارک کی ۱۷ تاریخ کو کفر و اسلام کا پہلا معرکہ اور حق و باطل کی فیصلہ کن لڑائی (جنگِ بدر) ہوئی اور پہلے ہی معرکہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو زبردست فتح و نصرت عطا فرمائی، مشرکینِ مکہ کے ستر بڑے بڑے سرغنے ہمیشہ کے لیے موت کی نیند سلا دیے گئے اور ستر قید کر لیے گئے۔

فتح مکہ :

اسی مہینہ (رمضان المبارک) کی ۲۰ تاریخ کو اللہ تعالیٰ نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر مکہ معظمہ فتح کرایا۔ اُس وقت آپ کے ساتھ دس ہزار صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا مجمع تھا۔

اس لیے مسلمانوں کو اس مہینہ کے فیوض و برکات سے بہرہ مند ہونے کا حکم دیا گیا اور فرمایا گیا :

''جو شخص تم میں سے اِس مہینے (رمضان) کو پائے تو اُس کو چاہیے اِس ماہ کے روزے رکھے۔'' (پارہ۲ رکوع ۷)

اسلام چونکہ دینِ فطرت ہے اور اِس میں تنگی نہیں اس لیے اسی رکوع میں آگے فرمایا گیا :

''اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اُس کو چاہیے (رمضان کے بعد) دوسرے دنوں میں (چھوٹے ہوئے روزوں کی) گنتی پوری کرے۔ اللہ تعالیٰ کو ہمارے لیے آسانی منظور ہے اور تمہارے لیے دُشواری منظور نہیں۔'' (پارہ نمبر۲ رکوع نمبر۷)

روزے کے فائدے :

روزہ میں جسمانی اور رُوحانی دونوں فائدے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تین فائدے اور مقصد بیان فرمائے ہیں (۱) تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ (۲) تاکہ تم شکر ادا کیا کرو (۳) تاکہ روزے دار نیک راستہ پر لگ جائیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں۔ روزہ تریاق ہے جو نفسانی خواہشات کو دُور کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے چنانچہ (۱) روزہ دار کو اپنے نفس پر قابو حاصل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے نفسانی خواہشیں کمزور اور سُست پڑ جاتی ہیں۔ (۲) روزہ دار روزہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے بہت قریب ہو جاتا ہے۔ (۳) روزہ دار کو عبادت میں لطف آتا ہے اور طبیعت لگتی ہے۔ (۴) روزہ دار کو گناہوں سے بے رغبتی ہونے لگتی ہے، کیونکہ پیٹ خالی ہونے کی وجہ سے گناہوں کی قوت کمزور پڑ جاتی ہے، نیکیوں کی طاقت اُبھر آتی ہے۔ انسان کا جب پیٹ بھرا ہوا ہوتا ہے تو گناہوں کی طرف رغبت ہوتی ہے اور بہت سی ایسی باتیں ہو جاتی ہیں جو دین و دُنیا کی ذلت و رُسوائی کا سبب ہوتی ہیں۔

روزہ کی حالت میں مسکینوں پر رحم آتا ہے۔ بھوکے آدمی کو دیکھ کر دل میں ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ جسمانی بیماریوں کے لیے بھی روزہ بہت مفید ہے خصوصاً بلغمی بیماریوں کے مریض کے لیے۔

خلاصہ یہ کہ روزہ کی مثال تریاق اور دوا کی طرح ہے جس کے استعمال سے رُوحانی اور جسمانی بیماریاں دُور ہوتی ہیں۔

روزہ دار پر اِنعاماتِ خداوندی :

جناب رسول اللہ ﷺ نے احادیث میں روزے داروں پر انعاماتِ خداوندی کو بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ چند حدیثوں کا خلاصہ پیش خدمت ہے :

(۱) ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے (ابن ماجہ)

(۲) روزہ دار کا سونا بھی عبادت ہے اور اُس کا خاموش رہنا تسبیح (پڑھتے رہنے) کے برابر ہے، روزہ دار کی دُعا قبول ہو جاتی ہے، گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔ (بیہقی)

(۳) جنت کے ایک دروازے کا نام ''ریّان'' ہے، قیامت کے دِن اِس سے صرف روزے دار داخل ہوں گے۔ روزے داروں کو آواز دی جائے گی کہ روزے دار کہاں ہیں؟ اس کے بعد وہ اُٹھیں گے اور ''ریّان'' سے جنت میں داخل ہو جائیں گے پھر دروازہ بند کر دیا جائے گا اور کوئی اِس دروازہ سے داخل نہ ہوگا۔

(۴) جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں کہ آدمی کا ہر عمل اُسی کا ہے مگر روزہ وہ میرا ہے اور میں ہی اُس کا بدلہ دوں گا، میں ہی اُس کا بدلہ دوں گا۔ مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندہ کا حساب لیں گے، اُس کے ذمہ لوگوں کے جتنے حقوق ہوں گے وہ اس کے اعمال سے ادا کیے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب اُس کے پاس روزہ کے سوا اور کوئی عمل باقی نہ رہے گا تو حق دار روزے کو بھی چھیننا چاہیں گے تو اللہ تعالیٰ باقی سارے حقوق کی ادائیگی اپنے ذمہ لے لیں گے اور روزہ کسی حقدار کو نہیں دیا جائے گا اور روزہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرما دیں گے۔

یہ چند حدیثیں روزے داروں پر انعامات خداوندی کے سلسلہ میں بیان کی گئیں۔ ایسے انعامات کو پڑھ کر بھی روزہ رکھنے سے جی چرانا بدقسمتی اور محرومی ہے۔

روزہ نہ رکھنے پر وعید :

اب چند حدیثیں روزہ نہ رکھنے کی وعید کے سلسلہ میں بھی پڑھ لیجئے :

(۱) حضرت ابواُمامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کچھ لوگ اُلٹے لٹکے ہوئے ہیں اور اُن کے جبڑے چرے ہوئے ہیں اور اُن سے خون بہہ رہا ہے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہ کون لوگ ہیں؟ تو آپ ﷺ کو بتلایا گیا یہ روزہ خور ہیں۔

(۲) ایک مرتبہ حضور سرورِ عالم ﷺ ممبر شریف پر چڑھ رہے تھے تو آپ ﷺ نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو بلند آواز سے آمین کہا۔ پھر دوسری سیڑھی پر قدم رکھا تو بلند آواز سے آمین کہا۔ پھر تیسری سیڑھی پر قدم رکھتے وقت آمین کہا۔ صحابہ کرام ؓ نے خلافِ معمول بلند آواز سے آمین کہنے کی وجہ دریافت فرمائی تو آپ ﷺ نے فرمایا اِس وقت میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے تو اُنہوں نے کہا ''برباد اور ہلاک ہو وہ شخص جس نے رمضان کا مہینہ پایا پھر بھی اُس نے اپنی مغفرت کا سامان نہ کیا (یعنی روزے نہ رکھے)'' دوسری مرتبہ آمین اس لیے کہی کہ جبرئیل علیہ السلام نے بددُعا کی کہ ''وہ شخص ہلاک و برباد ہو جس کے سامنے آپ ﷺ کا نامِ نامی آئے اور دُرود نہ بھیجے''۔ تیسری مرتبہ آمین کہنے کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ جبرئیل علیہ السلام نے اُس شخص کے لیے بددُعا فرمائی کہ ''جس شخص کے ماں باپ یا اُن میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچے پھر بھی اُنہوں نے اِس کو جنت میں داخل نہ کرایا''۔ آپ ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کی بددُعا پر تینوں مرتبہ آمین کہا۔ غور کریں بددُعا کرنے والا جبرئیل علیہ السلام جیسا مقرب فرشتہ ہو اور آمین خدا کی ایسی مقرب اور برگزیدہ ہستی کی ہو تو ایسے شخص کی تباہی اور بربادی میں کچھ شبہ ہو سکتا ہے؟ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ماہِ رمضان کے احترام اور روزے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

شب براءت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے اور کن کاموں سے بچنا چاہیے

حضورِ انور ﷺ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں تمہیں معلوم ہے شعبان کی اس (پندرہویں) شب میں کیا ہوتا ہے؟ اُنہوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا اس رات میں یہ ہوتا ہے کہ اس سال میں جتنے پیدا ہونیوالے ہیں وہ سب لکھ دیے جاتے ہیں اور جتنے اس سال مرنیوالے ہیں وہ سب بھی اس رات میں لکھ لیے جاتے ہیں اور اس رات میں سب بندوں کے اعمال (سارے سال کے) اُٹھائے جاتے ہیں اور اسی رات میں لوگوں کی (مقررہ) روزی اُترتی ہے''۔(بیہقی)

(۱) اس رات میں قیام کرنا یعنی نوافل پڑھنا مستحب ہے۔(۲) اس رات میں قبرستان جانا اور مُسلمانوں کے لیے ایصالِ ثواب کرنا مستحب ہے۔(۳) اگلے دن کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔

اس شب میں صلٰوۃ التسبیح پڑھیں، تہجد پڑھیں اور اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ عشاء اور فجر کی نماز ضرور جماعت کے ساتھ ادا کریں۔ ایسا نہ ہو کہ نفلوں میں تو لگے رہیں اور فرائض چھوٹ جائیں۔حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام اکیلے قبرستان گئے تھے، اس لیے اکیلے جائیں اور صرف مرد جائیں عورتیں نہ جائیں۔عورتوں کا قبرستان جانا جائز نہیں۔بہتر ہے کہ شعبان کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تینوں دن کے روزے رکھ لیے جائیں انہیں ''اَیَّامِ بِیض'' کہتے ہیں اور ان دنوں میں روزہ رکھنے کا بہت ثواب ہے۔

اس شب میں آتش بازی ہرگز نہ کی جائے اس کا سخت گناہ ہے اور یہ ہندوؤں کا کام ہے نہ کہ مسلمانوں کا۔ چراغاں نہ کیا جائے، کیونکہ اول تو یہ شریعت سے ثابت نہیں، دوسرے اس میں اسراف ہے، بہت سے لوگ اس شب میں بجائے عبادت کے حلوے مانڈے میں مصروف ہوجاتے ہیں شریعت سے اس شب حلوہ وغیرہ پکانے کا کوئی ثبوت نہیں۔ بہت سے لوگ مسجد میں اکٹھے ہوکر شوروغوغا کرتے ہیں اس سے بچا جائے اس کا سخت گناہ ہے۔بہتر یہ ہے کہ نفلی عبادت خُفیہ کی جائے کہ دوسرے کو پتہ نہ چلے۔آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ اس شب میں اس طرح مسجد میں اکٹھے نہیں ہوتے تھے۔سب اپنے گھروں میں ہی عبادت کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ (ماخوذ از فضیلت کی راتیں)

قسط : ۸

اَللَّطَائِفُ الْاُحْمَدِیَّہ فِی الْمُنَاقِبِ الْفَاطِمِیَّہؓ

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب

﴿ حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

(۲۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی قَالَ مِنْ رِّضٰی مُحَمَّدٍ اَنْ لَّایَدْخُلَ اَحَدٌ مِّنْ اَھْلِ بَیْتِہِ النَّارَ (رواہ ابن جریر فی تفسیرہ)

ابن عباسؓ سے تفسیر آیت وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی " اور البتہ قریب دے گا تجھ کو (قیامت کے دن) تیرا پروردگار جس سے تو راضی ہوگا'' یہ حضور ﷺ سے خطاب ہے) میں مروی ہے کہ آپ کی رضا مندی سے یہ بھی ہے کہ آپ کے اہل بیت میں سے کوئی دوزخ میں داخل نہ ہو۔

ف : یعنی آپ کا مقصود جب پورا ہوگا اور وعدۂ الٰہی جب صادق آوے گا جبکہ اہل بیت جہنم سے بچیں۔ اور پوری شرح اِس معنی کی گزر چکی۔ اس کو امام ابن جریر طبری نے روایت کیا ہے۔

(۲۱) عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی فَاطِمَۃَ وَھِیَ تَطْحَنُ بِالرُّحٰی وَعَلَیْھَا کِسَاءٌ مِّنْ خَمْلَۃِ الْاِبِلِ فَلَمَّا نَظَرَ اِلَیْھَا بَکٰی وَقَالَ یَافَاطِمَۃُ تَجَرَّعِیْ مَرَارَۃَ الدُّنْیَا لِنَعِیْمِ الْاَبَدِ فَاُنْزِلَ عَلَیْہِ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ۔ (رواہ ابوبکر بن لال وعسکری وابن مردویہ وابن النجار)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ حضرت فاطمہؓ کے پاس

تشریف لائے اِس حال میں کہ وہ اناج پیس رہی تھیں چکی سے اور ایک کمل اُونٹ کے بالوں سے بنا ہوا اَوڑھے تھیں (ایسے فقر کے حال میں) جب آپ نے اُن کو دیکھا تو آپ روئے اور فرمایا اے فاطمہ دُنیا کی تلخی کو گھونٹ گھونٹ کرکے پی ہمیشہ کی نعمت کے واسطے، پس یہ آیت نازل ہوئی (ولا بأس فی تعدد النزول کما فی الاتقان)

(۲۲) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فَاطِمَۃَ اَحْصَنَتْ فَرْجَھَا فَحَرَّمَ اللّٰہُ ذُرِّیَّتَھَا عَلَی النَّارِ (اخرجہ البزار وابویعلی والعقیلی والطبرانی وابن شاھین فی السنۃ والحاکم فی المستدرک)

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبول ﷺ نے بیشک فاطمہ نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی پس اللہ نے اُس کی اولاد کو دوزخ پر حرام کردیا۔ (اس کو محدث بزار اور ابویعلی اور عقیلی اور طبرانی نے اور ابن شاہین نے سنت میں اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے)

(۲۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَۃَ اِنَّ اللّٰہَ غَیْرُ مُعَذِّبِکِ وَلَاوَلَدَیْکِ . (اخرجہ الطبرانی)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول مقبول ﷺ نے فاطمہؓ سے، بیشک اللہ عذاب نہ دے گا تجھ کو اور نہ تیرے دونوں بیٹوں کو۔ (اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے)

(۲۴) عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِکُلِّ شَیْءٍ اَسَاسٌ وَاَسَاسُ الْاِسْلَامِ حُبُّ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَحُبُّ اَھْلِ بَیْتِہٖ (اخرجہ البخاری فی تاریخہ)

حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول مقبول ﷺ نے، ہر شئے کی ایک بنیاد ہے اور بنیاد اسلام کی محبت اصحاب رسول مقبول ﷺ اور محبت آپ کے اہل بیت

کی ہے۔(اس کو بخاری نے تاریخ میں روایت کیا ہے)

ف : وجہ یہ ہے کہ دین اِن ہی حضرات سے ہم کو پہنچا ہے، وہ ہمارے محسن ہیں پس اِن کی محبت میں خلل ہونا بنیاد کا ضعیف کرنا اور ناشکری ہے پھر شاخیں یعنی اور اعمال کیسے درست ہو سکتے ہیں۔ نیز یہ کہ اُن کو حضور ﷺ سے خاص تعلق ہے، اُن کی محبت گویا بعینہٖ آپ کی محبت ہے اور ظاہر ہے کہ آپ کی محبت بنیادِ ایمان ہے، پس بنیاد اُسی قدر کمزور ہوگی کہ جس درجہ کی محبت کم ہوگی، خوب سمجھ لو۔

(۲۵) عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَااَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِہٖ لَنْ تَضِلُّوْا کِتَابُ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلُ بَیْتِیْ . (رواہ الترمذی وحسنہ)

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، اے لوگو میں چھوڑتا ہوں تم میں وہ چیز کہ اگر تم اُس کو پکڑلو گے تو ہرگز نہ بھٹکو گے اور وہ خدا کی کتاب اور میرے اہل بیت ہیں۔(اِس کو ترمذی نے بسند حسن روایت کیا ہے)

ف : ظاہر ہے کہ دین کا قیام ان ہی دو چیزوں پر ہے۔قرآن تو ظاہر ہے کہ رہنما ہے اور اہل بیت اِس وجہ سے کہ اُن کو بوجہ ہمسائیگی وقرب نبوی ﷺ کثرت سے مسائل معلوم ہوئے، خصوصاً ازواج مطہراتؓ سے خاص خاص قسم کے مسائل حاصل ہوئے اور پھر اُن سے بکثرت اور لوگوں کو معلوم ہوئے۔ پس اہل بیت مثل قرآن مجید کے رہنما ہیں۔

(۲۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَنْ اَشْفَعَ لَہٗ مِنْ اُمَّتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَھْلُ بَیْتِیْ . (اخرجہ الطبرانی)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، پہلے وہ لوگ جن کی میں شفاعت کروں گا اپنی اُمت میں سے قیامت کے دن وہ میرے اہل بیت ہوں گے۔

اور اس حدیث میں یہ الفاظ اور بھی ہیں ثُمَّ الْاَقْرَبُ فَالْاَقْرَبُ مِنْ قُرَیْشٍ ثُمَّ الْاَنْصَارُ ثُمَّ مَنْ اٰمَنَ بِیْ وَاتَّبَعَنِیْ مِنَ الْیَمَنِ ثُمَّ مِنْ سَائِرِ الْعَرَبِ ثُمَّ الْاَعَاجِمِ وَمَنْ اَشْفَعُ لَہٗ اَوَّلًا اَفْضَلُ.

(۲۷) عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حَنْطَبٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْجُحْفَۃِ فَقَالَ اَلَسْتُ اَوْلٰی بِکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ قَالُوْا بَلٰی یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ فَاِنِّیْ سَائِلُکُمْ عَنِ اثْنَیْنِ عَنِ الْقُرْآنِ وَعَنْ عِتْرَتِیْ . (اخرجہ الطبرانی)

مطّلِب بن عبداللہ بن حنطب سے روایت ہے کہ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا خطبہ سنایا ہم کو حضور ﷺ نے جُحفہ میں (یہ ایک مقام ہے مکہ و مدینہ کے درمیان) پس فرمایا کیا میں تم پر تمہاری جانوں سے زیادہ حقدار نہیں ہوں (یعنی کیا تم پر میرا حق زیادہ نہیں ہے اُس حق سے جو تمہاری جانوں کا تم پر ہے؟) صحابہؓ نے عرض کیا کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ پھر فرمایا آپ نے، بیشک میں تم سے پوچھوں گا (قیامت میں بابت تمہارے برتاؤ کے قرآن اور اپنی اولاد کے یعنی تم نے اِن دونوں سے کیسا برتاؤ کیا) دو چیزوں سے اور وہ قرآن اور میری اولاد ہے۔ (طبرانی)

(۲۸) اَخْرَجَ الدَّیْلَمِیُّ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَوَّلُ مَنْ یَّرِدُ عَلَی الْحَوْضِ اَھْلُ بَیْتِیْ .

دیلمی نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، اول حوض کوثر پر میرے پاس میرے اہل بیت آوینگے۔

(۲۹) اَخْرَجَ الدَّیْلَمِیُّ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَثْبَتُکُمْ عَلَی الصِّرَاطِ اَشَدُّکُمْ حُبًّا لِّاَھْلِ بَیْتِیْ وَاَصْحَابِیْ .

دیلمی نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے، تم میں زیادہ ثابت قدم رہنے والا پل صراط پر وہ شخص ہوگا جو میرے اہل بیت اور میرے صحابہؓ سے بہت زیادہ محبت رکھتا ہوگا۔ (جاری ہے)

بسلسلہ اصلاح خواتین

عورتوں کے عیوب اور اَمراض

﴿ از اِفادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

عورتوں کو ایک دوسرے سے ملنے میں احتیاط :

قرآن شریف میں عورتوں کو حکم ہے وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ کہ تم اپنے گھر جم کر بیٹھی رہو۔ اس میں **تقسیم الآحاد علی الآحاد** ہے جس کا یہ مطلب ہوا کہ ہر عورت اپنے گھر جم کر بیٹھی رہے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کے لیے اصلی حکم یہی ہے کہ وہ اپنے اپنے گھروں سے باہر نہ نکلیں، نہ عورتوں سے ملنے کے لیے نہ مردوں سے ملنے کے لیے۔

آخر کچھ تو بات ہے جو حق تعالیٰ نے عورتوں کو گھر میں رہنے کا حکم دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گھر سے باہر نکلنا مضر ہے۔ (البتہ ضرورت کے مواقع اِس سے مستثنیٰ ہیں) پس جس کو ملنے جلنے سے یہ ضرر ہوتا ہو اُس کے لیے یہی حکم ہوگا کہ وہ کسی سے نہ ملے اپنے گھر ہی میں بیٹھی رہے۔ ہاں جس کو ضرر (نقصان) نہ ہوتا ہو وہ اپنے خاوند کی اجازت سے دوسروں کے گھر جا سکتی ہے۔

بیبیو (اللہ کی بندیو!) آخر تم کھجلی (یعنی جس کو کھجلی کا مرض ہو اُس) سے بچتی ہو اور اُن کے پاس بیٹھنا اور ان سے ملنا جلنا تم کو گوارہ نہیں ہوتا کہ کہیں ہم کو بھی کھجلی نہ ہو جائے اور یہ حالت تو کھجلی سے بھی بدتر ہے۔ کھجلی کا ضرر (نقصان) تو صرف جسمانی ہے اور اس کا ضرر جسمانی بھی ہے اور رُوحانی بھی۔ جسمانی ضرر تو یہ ہے کہ جب تم دوسری عورتوں کو اپنے سے اچھی حالت میں دیکھو تو تم کو خواہ مخواہ پریشانی ہوگی اور رات دن تم اِس کی فکر میں گُھلو گی کہ ہائے میرے پاس بھی یہ چیز ہوتی وہ ہوتی۔ پھر بعض دفعہ تم مردوں سے بھی اس قسم کی فرمائش کرو گی جو اُن کی حیثیت سے زیادہ ہے اُن کو یہ فرمائش ناگوارا ہوگی جس سے خواہ مخواہ دِلوں میں کدورت (میلا پن اور دُوری) پیدا ہوگی جس سے بعض اوقات دُور تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اور رُوحانی ضرر یہ ہے کہ اِس سے ناشکری کا مرض بڑھتا ہے۔ جب تم دوسروں کو اپنے سے بڑھا ہوا دیکھو گی تو اُن نعمتوں کی قدر نہ کرو گی جو اللہ نے تم کو عطا فرمائی ہیں۔ ہمیشہ یہی سمجھو گی کہ میرے پاس کیا ہے کچھ بھی نہیں ہے۔ (باقی صفحہ ۴۸)

نبوی لیل و نہار

﴿ حضرت مولانا سعد حسن صاحب ٹونکی ؒ ﴾

آنحضرت ﷺ کی پاک خصلتیں معاشرتی معاملات میں :

☆ جب آپ ﷺ کے کان میں کوئی سرگوشی کرتا تو سر مبارک اُس کے منہ سے جدا نہ فرماتے جب تک کہ وہ خود اپنی بات کہہ کر منہ نہ ہٹا لیتا۔

☆ اگر کوئی مصافحہ کے لئے آپ ﷺ کا ہاتھ مبارک پکڑتا تو آپ اُس کے ہاتھ میں سے اپنا ہاتھ نہ نکالتے جب تک کہ وہ خود ہاتھ کو نہ چھوڑ دیتا۔

☆ جب کوئی خطاب کے لئے آپ ﷺ کے طرف رُخ کرتا تو آپ ﷺ اپنے چہرہ مبارک کو اُس کی طرف سے نہ پھیرتے جب تک کہ وہ خود اپنے منہ کو نہ پھیر لیتا۔

☆ جب کوئی نیا لباس پہن کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتا تو آپ ﷺ اُس کی تعریف کرتے اور فرماتے حَسَنَۃٌ حَسَنَۃٌ یعنی ''بہت خوب بہت خوب'' اور پھر فرماتے اَبْلِ وَاَخْلِقْ .

○ محبت و زیادہ بے تکلفی کی علامت کے طور پر کبھی نام کو مختصر کر کے خطاب فرمالیا کرتے جیسے اَبَا ھُرَیْرَۃَ کو اَبَاھُرُ ۔

☆ جب کسی کے منہ سے ناشائستہ بات نکلتی یا اُس سے کوئی نازیبا حرکت سرزد ہوتی تو آپ ﷺ کی عادتِ طیبہ تھی کہ کبھی اُس کا نام لے کر اُس کو تنبیہ نہیں فرماتے بلکہ ایک عمومی صورت میں اِرشاد فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ ایسا کہتے یا ایسا کرتے ہیں۔

☆ مزاج اقدس میں جب کسی کے خلاف کسی دینی امر میں انتہائی تکدُّر پیدا ہوجاتا اُس کا اظہار دو صورتوں سے ہوتا یا تو اُس شخص کے آنے پر چہرۂ انور کو اُس کی طرف سے پھیر لیتے یا اُس کا سلام نہیں لیتے۔

☆ راستے میں آنحضرت ﷺ کی کسی سے ملاقات ہوتی تو آپ ﷺ پہلے خود سلام کرنے کی کوشش فرماتے۔

☆ جب کسی کو کوئی پیغام بھیجتے تو سلام ضرور کہلواتے۔

☆ جب کسی کا سلام آپ ﷺ کو پہنچاتا تو سلام پہنچانے والے کے ساتھ سلام لانے والے کو بھی سلام کا جواب دیتے اور یوں فرماتے عَلَیْکَ وَعَلٰی فُلَانٍ سَلَامٌ۔

☆ آپ ﷺ کے لباس یا بدنِ اطہر پر سے کوئی شخص کوئی چیز دُور کرتا (مثلاً تنکا، جالا، مٹی، یا اور کوئی چیز) تو آپ ﷺ دُور کرنے والے کا شکریہ اِن مبارک دُعا کے الفاظ سے ادا فرماتے مَسَّحَ اللّٰہُ عَنْکَ مَا تَکْرَہُ یعنی اللہ تعالیٰ تم سے بھی تمہاری نامرغوب و ناگوار چیزوں کو دُور فرمائے۔

☆ اگر کسی کا نام معلوم نہ ہوتا اور اُس کو پکارنا ہوتا تو یَا ابْنَ عَبْدِاللّٰہِ (یعنی اے اللہ کے بندے کے بیٹے) کہہ کر پکار لیا کرتے۔

☆ اگر کوئی حاجت مند حاضر خدمتِ اقدس ہوتا تو جب تک وہ خود اُٹھ کر نہ چلا جاتا آپ ﷺ اُس کی مروت کی وجہ سے خود نہیں اُٹھتے۔

☆ کبھی کسی گفتگو کرنے والے کی بات کو نہیں کاٹتے ہاں اگر وہ حق کے خلاف بات کرنے لگتا تو یا تو آپ ﷺ اُس کو منع کر دیتے یا خود اُٹھ کھڑے ہوتے۔

☆ آپ ﷺ دوست احباب کی طرف سے ہدیے ضرور قبول فرماتے مگر اِس کا بدلہ اُتارنے کی بھی کوشش کرتے۔

☆ رات کو کسی کے پاس تشریف لے جاتے تو ایسی آواز سے سلام کرتے کہ جاگنے والا سن لیتا اور سونے والا نہیں جاگتا۔

☆ ملاقات کے وقت آپ ﷺ کبھی مصافحہ کرتے کبھی معانقہ بھی کرتے اور کبھی پیشانی پر بوسہ بھی دیتے۔

☆ آپ ﷺ اپنے اصحابؓ میں سے کسی کی آنکھ دُکھی ہوئی دیکھتے تو فرماتے مَتِّعْنِیْ بِبَصَرِیْ وَاجْعَلْہُ الْوَارِثَ مِنِّیْ وَاَرِنِیْ فِی الْعَدُوِّ ثَارِیْ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ ظَلَمَنِیْ۔

☆ بارگاہِ نبوت میں جس کسی قصوروار کا قصور اخلاقِ کریمانہ سے معاف ہو جاتا تو اُس کی معافی کی علامت میں اپنا عمامہ مبارک اُس کے پاس بھیج دیتے۔

☆ خاص مہمانوں کی مہمانی بنفس نفیس خود انجام دیتے۔

☆ کھانے کی چیز کبھی تنہا تناول نہیں فرماتے بلکہ حاضرین کو شریک کرتے اور غیر حاضر کا حصہ رکھتے

☆ جب آپ ﷺ راستے میں کسی کا ہاتھ پکڑتے اور پھر جدا ہوتے تو فرماتے **اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ** ۔

☆ کسی کا قرض ادا فرماتے تو یہ دعا دیتے **بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ فِیْ اَھْلِکَ وَمَالِکَ اِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ اَلْحَمْدُ وَالْاَدَاءُ** ۔

☆ کسی وقت کسی انسان کو اُس کی کسی نشانی سے پکارتے۔ایک مرتبہ ایک شخص جوتا پہن کر قبروں پر پھر رہا تھا تو آپ ﷺ نے اُس کو منع فرمایا اور فرمایا ''او جوتی والے جوتی اُتار''۔

☆ کسی شخص کو اگر اتفاقاً آپ ﷺ کے ہاتھ سے کوئی تکلیف پہنچ جاتی تو آپ ﷺ تکلیف زدہ کو بدلہ لینے کا حق دیتے اور کبھی اُس تکلیف کے عوض میں اُس کو کوئی چیز عنایت فرماتے۔

بقیہ : عورتوں کے عیوب اور امراض

اس لیے جس پر ملنے جلنے کا ایسا اثر پڑتا ہو اُس کو یہی حکم دیا جائے گا کہ وہ کسی سے نہ ملے اور اگر ملے تو غریب نادار عورتوں سے ملے۔کیونکہ غریبوں سے مل کر تمہارا جی خوش ہوگا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو گی کہ الحمدللہ میں بہت سی عورتوں سے اچھی حالت میں ہوں اور یہی نکتہ ہے اِس حدیث میں بلکہ یہ واضح دلیل ہے مذکورہ بالا تفصیل کی کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا **یَا عَائِشَۃُ قَرِّبِی الْمَسَاکِیْنَ وَجَالِسِیْھِمْ** . ترجمہ: ''اے عائشہ مسکینوں کے پاس بیٹھا کرو اور اُن کو اپنے نزدیک کیا کرو''۔مسکینوں (غریبوں) کے پاس بیٹھنے سے خدا کی نعمتوں کی قدر ہوتی ہے اور دل خوش رہتا ہے۔(الکمال فی الدین)

گلدستۂ احادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

تین قسم کے لوگوں کی دُعاء رد نہیں ہوتی :

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ اَلصَّائِمُ حِیْنَ یُفْطِرُ وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ یَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَتُفْتَحُ لَهٗ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَیَقُوْلُ الرَّبُّ وَعِزَّتِیْ لَاَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِیْنٍ". (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۹۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا : تین (قسم کے) لوگوں کی دُعاء رد نہیں ہوتی (۱) روزہ دار کی دُعاء افطار کے وقت (۲) امامِ عادل (کی دُعاء) (۳) مظلوم کی دُعاء۔ اللہ تعالیٰ مظلوم کی دُعاء کو بادلوں کے اُوپر اُٹھا لیتے ہیں اور اُس کے لیے آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور پروردگار فرماتے ہیں مجھے اپنی عزت کی قسم میں تیری مدد ضرور کروں گا اگرچہ کچھ وقت کے بعد ہی ہو۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثُ دَعْوَاتٍ مُّسْتَجَابَاتٌ لَاشَكَّ فِیْهِنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ . (ترمذی ج۲ ص ۱۸۲ ، ابوداؤد ص ۲۱۵ ، ابن ماجہ ص ۲۸۳ ، مشکوٰۃ ص ۱۹۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا : تین دُعائیں (بارگاہِ خداوندی میں) قبول ہیں (اور اِن کی قبولیت میں) کوئی شک نہیں (ایک تو) مظلوم کی دُعاء (دوسری) مسافر کی دُعاء (تیسری) والد کی دُعاء اولاد کے لیے۔

مذکورہ احادیث میں سے پہلی حدیث میں بتلایا گیا ہے کہ تین قسم کے لوگوں کی دُعاء رد نہیں ہوتی (۱) روزہ دار کی دُعاء افطار کے وقت (۲) امامِ عادل کی دُعاء (۳) مظلوم کی دُعاء۔ اور دوسری حدیث پاک میں بتلایا گیا ہے کہ تین دُعائیں بارگاہِ خداوندی میں بلاشک وشبہ قبول ہیں (۱) مظلوم کی دُعاء (۲) مسافر کی دُعاء (۳) والد کی دُعاء۔

دونوں حدیثوں کو سامنے رکھنے سے معلوم ہو رہا ہے کہ پانچ قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کی دُعاء رد نہیں ہوتی بلکہ قبول ہوتی ہے :

(۱) روزہ دار کی افطار کے وقت کی جانے والی دُعاء۔ افطار کا وقت قبولیتِ دُعاء کا وقت ہوتا ہے اس لیے اِس وقت کو ضائع کرنے کے بجائے اللہ کے حضور میں خشوع وخضوع کے ساتھ دُعاء کرنی چاہیے، البتہ یہ دُعاء بغیر ہاتھ اُٹھائے اور انفرادی طور پر کرنی چاہیے، اس موقع پر اجتماعی دُعاء ثابت نہیں۔

(۲) امامِ عادل کی دُعاء : انصاف پرور حکمران اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں میں سے ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت کے دن جبکہ عرش الٰہی کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا اُس دن اللہ تعالیٰ سات قسم کے لوگوں کو اپنے عرش کے سایہ میں جگہ عطا فرمائیں گے۔ اُن سات قسم کے لوگوں میں سے ایک عادل وانصاف پرور حکمران بھی ہوگا، اس حکمران کے مقبول بارگاہِ خداوندی ہونے کی وجہ سے اُس کی دُعاء بھی قبول ہوتی ہے رد نہیں ہوتی۔ اس موقع پر حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا واقعہ یاد آیا جی چاہتا ہے نذرِ قارئین کیا جائے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

> ''مولوی (رحمت اللہ کیرانویؒ) صاحب سلطان (عبدالحمید) کے یہاں سے لوٹ کر مکہ معظّمہ تشریف لائے تو ملاقات کے وقت حضرت (حاجی امداد اللہ) صاحب سے ظلُ اللہ سلطان المعظم کے مدائح ومناقب بیان کرکے درخواست کی کہ اگر آپ اجازت دیں تو ان کے حضور میں آپ کا بھی ذکر کروں۔ حضرت صاحب نے اِرشاد فرمایا کیا نتیجہ ہوگا۔ غَایَۃُ مَافِی الْبَابْ وہ معتقد ہوجائیں۔ پھر آپ دیکھ لیجئے کہ آپ کے جو معتقد

ہوئے کیا نتیجہ ملا، وہی مجھ کو ملے گا یعنی بیت السلطان سے قرب اور بیت اللہ سے بعد۔ البتہ آپ ان کی تعریف کرتے ہیں کہ بڑے عادل ہیں اور وَارد ہوا ہے کہ سلطانِ عادل کی دُعاء قبول ہوتی ہے۔ سو اگر آپ سے ہوسکے آپ اُن سے میرے لیے دُعاء کرادیجئے۔ مگر بادشاہ سے یہ کہنا کہ ایک درویش کے لیے دُعاء کرو۔ یہ (عرفًا) آدابِ سلطنت کے خلاف ہے اس لیے میں آپ کو اِس کا ایک طریقہ بتلاؤں وہ یہ کہ آپ میرا اُن سے سلام کہہ دیں وہ جواب میں **وعلیکم السلام** ضرور ہی کہیں گے۔ بس میرے لیے اس طرح دُعاء ہوجائے گی۔'' (قصص الاکابر ص ۸۳)

(۳) مظلوم کی دُعاء : اللہ تعالیٰ کو ظلم کسی درجہ میں بھی پسند نہیں ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ظلم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث قدسی میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : '' **یَاعِبَادِیْ اِنِّیْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰی نَفْسِیْ وَجَعَلْتُہٗ بَیْنَکُمْ مُّحَرَّمًا فَلَا تُظَالِمُوْا** '' (**الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ج ۱۳ ص ۲۲۴** زیر آیت **اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ**) اے میرے بندو میں نے اپنے اُوپر ظلم کو حرام کرلیا ہے اور تمہارے درمیان بھی (ایک دوسرے پر) ظلم کرنے کو حرام قرار دیا ہے، لہٰذا تم آپس میں ظلم نہ کیا کرو۔

ایک حدیث پاک میں آتا ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا : '' **اِتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ** ''. (**مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۶۴**) ظلم سے بچو کیونکہ قیامت کے دن ظلم اندھیروں کی شکل میں ہوگا۔

یعنی جیسے نیک لوگوں کی نیکیاں اُن کے لیے نور روشنی کا سبب ہوں گی اسی طرح ظالم لوگوں کے ظلم اُن کے لیے اندھیروں اور تاریکیوں کا سبب ہوں گے جن میں وہ بھٹکتے پھریں گے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اندھیروں سے قیامت کے دن کی ہولناکیاں اور سختیاں مراد ہوں اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ایک ظلم قیامت کی بہت سی ہولناکیوں اور سختیوں کا باعث ہوگا۔

ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو جس

وقت یمن کا گورنر بنا کر بھیجا اُس وقت خاص طور پر یہ وصیت فرمائی کہ " **وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ** "(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۱۵۵) مظلوم کی بددُعاء سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بددُعاء اور اللہ تعالیٰ (کی جانب سے اِس بددُعاء کی قبولیت) کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔

ایک شاعر کہتا ہے ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دُعا کردن اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

یہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ جس طرح خود ظلم کرنا جائز نہیں اسی طرح ظالم کا ساتھ دینا بھی جائز نہیں۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں : " **مَنْ مَّشٰى مَعَ ظَالِمٍ لِّيُقَوِّيَهٗ وَهُوَ يَعْلَمُ اَنَّهٗ ظَالِمٌ فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْاِسْلَامِ** " (شعب الایمان للبیهقی بحواله مشکوة ص ۴۳۶) جو شخص ظالم کو تقویت پہنچانے کے لیے اُس کے ساتھ چلا اور اُسے یہ پتہ ہے کہ یہ شخص ظالم ہے تو یقیناً وہ اسلام سے نکل گیا۔ **اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْهُ** .

(۴) مسافر کی دُعاء : شارحین حدیث کا کہنا ہے کہ مسافر دورانِ سفر قابل ترس ہوتا ہے اس لیے اس کے ساتھ حسن سلوک کر کے اُس کی دُعاء لینی چاہیے کہ اُس کی دُعاء بارگاہِ خداوندی میں قبول ہے اور مسافر سے بدسلوکی کا معاملہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ بدسلوکی کی وجہ سے اگر اُس نے بددُعاء کی تو وہ بھی قبول ہوگی۔

(۵) والد کی دُعاء اولاد کے لیے : حدیث پاک میں گو والد کی دُعاء کا ذکر ہے لیکن اس میں والدہ کی دُعاء بھی شامل ہے اور دونوں کی دُعائیں اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہیں۔ والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کے حق میں دُنیا و آخرت کی بھلائی کی دُعاء کیا کریں، اور اولاد کو چاہیے کہ والدین کی دعائیں لیا کریں۔

قسط : ۳

ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے مقلدین کے بارے میں غیر مقلدین (نام نہاد اہلِ حدیثوں) کا نقطہ نظر

﴿ جناب پروفیسر میاں محمد افضل صاحب ﴾

مولانا محمد جونا گڑھی اپنی کتاب ''طریق محمدی'' میں لکھتے ہیں :

''آہ ! یہودی آج تک اپنے تئیں موسائی کہلائیں، نصاریٰ آج تک اپنے تائیں عیسائی کہیں۔ لیکن اُمتِ محمد یہ اپنے تئیں محمدی نہ کہیں بلکہ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کہلوائے فَاِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ''. (طریق محمدی صفحہ ۹۴)

حیرت ہے کہ غیر مقلدین کو اُردو گرائمر سے بھی واقفیت نہیں۔ اُنہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ لفظ ''یا'' کا استعمال کیسے کیا جاتا ہے۔ لفظ یا ہمیشہ دو ہم پلہ چیزوں کے درمیان بولا جاتا ہے جیسے کوئی آدمی پوچھے تم پاکستانی ہو یا ہندوستانی؟ تو یہ سوال صحیح ہے کیونکہ دو ملکوں کے درمیان بولا گیا ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ تم پاکستانی ہو یا پنجابی؟ ایک احمقانہ سوال ہے کیونکہ پنجاب پاکستان کا حصہ ہے۔ ایسے ہی یہ سوال کرنا کہ تم محمدی ہو یا موسوی؟ دُرست سوال ہے کیونکہ دونوں طرف پیغمبرانہ نسبت ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ تم محمدی ہو یا حنفی؟ یہ سوال ایسے ہی غلط ہے جیسے پوچھنا کہ تم پاکستانی ہو یا پنجابی؟ کیونکہ پنجاب صوبہ ہے ملک نہیں۔ اس کے مقابلہ میں اِس کی جنس ہی آنی چاہیے اور سوال اِس طرح ہونا چاہیے کہ تم پنجابی ہو سندھی؟ یہ سوال دُرست ہوگا۔ تو معلوم ہوا کہ اس لفظ کے ذریعے ایک ہی قسم کی دو اَجناس کے درمیان تعین کرنے کے لیے سوال ہوتا ہے۔ دو مختلف الحقیقت اشیاء کے درمیان تعین کرنے کے لیے یا کے ذریعے سوال کرنا احمقانہ پن ہے۔ ہم لوگ اگر حنفی ہیں تو شافعی، مالکی اور حنبلی کے مقابلہ میں۔ اور اگر ہم لوگ محمدی ہیں تو موسوی وغیرہ کے مقابلہ میں۔ اس لیے حنفی، شافعی وغیرہ کو محمدی کے مقابلہ میں لانا انتہائی درجے کی جہالت ہے اور تمام غیر مقلدین ہمیشہ اِس قسم کی جہالت کا ثبوت دیتے ہیں اور عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ حنفی لوگ نعوذ باللہ محمدی نہیں ہیں حالانکہ ان دونوں کے درمیان

تقابل کرنا انتہائی حماقت ہے۔

ناظرین گرامی ! مولانا جونا گڑھی کی ایک اور ''جونا گڑھی'' ملاحظہ فرمائیں، فرماتے ہیں :

''مسلمانوں کو قرآن وحدیث کی اتباع کی جس دھوم دھام سے نصیحت کی گئی ہے اُتنے ہی زوروں سے اِس کے سوا کسی تیسری چیز کی تابعداری کو حرام بتلایا ہے۔ افسوس کہ آج چودھویں صدی کے مسلمان نہ تو اِس تاکیدی فرض کی طرف متوجہ ہیں نہ اِس ابدی حرام سے مجتنب ہیں۔ یہ مسلمان کہلوا کر کہیں ابوحنیفہ کی تقلید کو فرض و واجب بتلاتے ہیں، کہیں شافعی اور احمد اور مالک کے پیچھے اندھے بن کر لگ جانے کو شرعی اَمر سمجھتے ہیں۔'' (طریق محمدی صفحہ ۱۴۶)

حضرات گرامی ! اِسے کہتے ہیں چوری اور سینہ زوری۔ ائمہ اربعہؒ اور جمہور اُمتِ مسلمہ کے نزدیک شریعت میں چار چیزیں حجت ہیں لیکن جونا گڑھی صاحب صرف قرآن وحدیث کا ذکر کررہے ہیں۔ قرآن پاک نے کئی جگہ اللہ اور رسول کی اطاعت کے بعد اُولُوا الْاَمْرِ کی اطاعت کا حکم دیا ہے نیز نیک اور سچے لوگوں کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ حضرت معاذؓ کو جب آپ نے یمن بھیجا تو آپ نے پوچھا اے معاذؓ! وہاں جا کر فیصلے کیسے کرو گے؟ اُنہوں نے عرض کیا اللہ کی کتاب سے۔ فرمایا اگر مسئلہ کتاب اللہ میں نہ پایا جائے تو؟ عرض کیا آپ کی سنت سے۔ فرمایا اگر مسئلہ میری سنت میں بھی نہ ملے تو؟ عرض کیا کہ میں قرآن وسنت کے اُصولوں کی روشنی میں اجتہاد کروں گا اور اپنے اجتہاد کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آپ نے اِس جواب پر اُن کی تحسین کی اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

اِن واضح دلائل کے باوجود مولانا کی نظر قرآن وحدیث سے آگے نہیں جاتی اور کسی تیسری چیز کی تابعداری کو حرام قرار دیتے ہیں حالانکہ اجماعِ اُمت دین کی تیسری حجت ہے۔ احادیث کی کتابوں میں اجماع کے حجت ہونے کی بے شمار روایات ہیں مثلاً فرمایا '' لَاتَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَةِ '' یعنی میری اُمت گمراہی پر اکٹھی نہیں ہوسکتی۔ '' یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَةِ '' جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے اور جماعت سے نکلنے والے کو اُس بھیڑیے سے تشبیہ دی ہے جو گلّے سے جدا ہو جائے، اس کا انجام درندوں کا شکار ہونا ہے۔ ایسے ہی یہ غیر مقلدین سوادِ اعظم کو چھوڑ کر شیطان کے پھندے میں پھنس جاتے ہیں۔ شیطان کے بتلائے ہوئے دلائل

لے کر ''مجتہد'' بن بیٹھتے ہیں۔ پہلے اسلاف سے بدگمانی کرتے ہیں کہ انہیں یہ حدیث نہ ملی ہوگی وغیرہ۔ اور بعد میں اُن پر بدزبانی کے تیر برساتے ہیں، مثلاً امام ابوحنیفہؒ کے پاس صرف سترہ احادیث تھیں اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْ فِتَنِ ھٰذَا الزَّمَانِ۔

مولانا اپنی اسی کتاب طریق محمدی صفحہ ۱۶۸، ۱۶۹ پر گوہر فشاں ہیں :

''پس تقلید جو چوتھی یا چھٹی صدی کی ایجاد ہے قطعاً! مُحدَث ہے اور قطعاً بدعت ہے۔ اے ایک اللہ والو! ایک نبی والو! ایک قبیلے والو! یہ کیا مصیبت ہے کہ آج حنفی کہیں ہمارے امام کا قول یہ ہے اور ہمارے مذہب میں یوں ہے اس کے خلاف شافعی کہیں ہمارے امام کا قول یہ ہے اور ہمارا مذہب یہ ہے اور یہی آواز حنبلیوں کی طرف سے اُٹھے اور اسی کی نقل مالکیوں کی طرف سے کی جائے۔ مسلمانوں اس افتراق اور اختلاف کو مٹادو .... تقلید شخصی نقیض ہے اتباع قرآن وحدیث کی''۔

اِس عبارت میں بھی مولانا موصوف نے تقلید کو بدعت اور گمراہی کہا ہے۔ حالانکہ تمام غیر مقلد عوام اپنے مولوی سے مسئلہ پوچھ کر عمل کرتے ہیں، خود تحقیق نہیں کرتے۔ اس طرح وہ بھی اپنے مولوی کے مقلد ٹھہرے کیونکہ جب مولوی مسئلہ بتاتا ہے تو وہ اُس سے دلیل کا مطالبہ نہیں کرتے یہی تقید ہے۔ لہٰذا تمام غیر مقلد بقول جوناگڑھی گمراہ اور حرام کا اِرتکاب کرنے والے ہیں۔

حضراتِ گرامی! مولانا جوناگڑھی اپنی کتاب ''سیفِ محمدی'' کے صفحہ ۱۱ پر تحریر فرماتے ہیں :

''ایک مسلمان پر اگر قرآن وحدیث پر عمل کرنا فرض ہے تو فقہ کے اِن دفاتر پر آنکھیں بند کیے عمل کرنا حرام بھی یقیناً۔''

آپ کے اِس ارشاد سے معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک فقہ کی کتابوں میں دیے گئے مسائل پر عمل کرنا حرام ہے حالانکہ فقہ کی کتابوں میں قرآن وسنت، اجماع اور قیاس یعنی شریعت کی تمام حجتوں کے مسائل منضبط کیے ہوتے ہیں اس لیے فقہ کی کتابوں میں مندرج مسائل پر عمل نہ کرنے کا حکم دینا قرآن وسنت کے مسائل سے بھی رُوگردانی ہوگی۔ غیر مقلدین خدا جانے فقہ کے نام سے کیوں الرجک ہیں حالانکہ قرآن پاک نے لِیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ کہہ کر علم فقہ کے حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے۔ ایک حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ ایک فقیہ

شیطان کا مقابلہ کرنے میں ہزار عابدوں پر بھاری ہوتا ہے۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے چار فرائض کا ذکر بار بار کیا ہے: (۱) تلاوتِ کتاب (۲) تعلیم کتاب (۳) تعلیمِ حکمت (۴) تزکیۂ نفوس یعنی تصوف و احسان۔ جمہور مفسرین کے نزدیک تعلیم حکمت سے مراد تفقُّہ فی الدین ہے۔ یعنی قرآنی آیات و احادیث سے پوشیدہ مسائل کیسے نکالے جاتے ہیں۔حضور اکرم ﷺ کے فرائض میں یہ بھی شامل تھا کہ صاحبِ استعداد صحابہ کرامؓ کو قرآن و سنت سے پوشیدہ مسائل کے نکالنے کا طریقہ سکھائیں۔اسی لیے خلفائے راشدینؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ جیسے سیکڑوں صحابہ کرام آپ کی تربیت سے فقیہ بن گئے تھے۔ایک مرتبہ رمضان المبارک کے مہینہ میں حضرت عمرؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے سوال کیا کہ اگر روزہ کی حالت میں آدمی اپنی بیوی کا بوسہ لے تو کیا اُس کا روزہ ٹوٹ جائے گا؟ اُس وقت حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں ایک خوبصورت سیب تھا۔ جواباً آپ نے فرمایا تمہارے ہاتھ میں جو سیب ہے اگر تم اِس کا بوسہ لو تو کیا تمہارا روزہ ٹوٹ جائے گا؟ حضرت عمرؓ نے کہا نہیں ٹوٹے گا۔آپؐ نے فرمایا اِس پر بیوی کے چہرے کو قیاس کرلو۔ یہ تھا آپ کی تعلیم حکمت کا طریقہ۔

غیر مقلدین فقہ کے خلاف زہر افشانی تو کرتے رہتے ہیں لیکن جب انہیں بھی تمام مسائل قرآن و حدیث میں نہیں ملتے تو پھر دوسرے فقہاء کی کتابوں سے مسائل چوری کر کے اپنی فقہ ترتیب دے لیتے ہیں اور اگر کوئی مسئلہ اپنے نام نہاد اجتہاد سے نکالیں تو عقل حیران ہو جاتی ہے کہ یہ کیسا اجتہاد ہے۔انہیں اپنی فقہ کی کتابوں سے نفرت نہیں صرف ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کی کتب فقہ سے انہیں خدا واسطے کا بیر ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس معاملہ میں وسیع الظرفی عطا فرمائے۔

غیر مقلدین کی فقہ کی مشہور کتابیں مولوی وحید الزمان اور نواب صدیق الحسن کے صاحبزادے میر نور الحسن نے لکھی ہیں۔مولوی وحید الزمان کی مشہور کتابیں یہ ہیں: **نزل الابرار، کنز الحقائق، ھدیة المھدی**. میر نور الحسن کی مشہور کتاب **عرف الجادی** ہے. ایک طرف فقہ سے تنفر کا اظہار اور اِسے قرآن و حدیث کے خلاف قرار دینا، دوسری طرف خود کتب فقہ کا مرتب کرنا چہ معنیٰ دارد؟ اِسے کہتے ہیں ''جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے''۔ یہ فقہائے کرامؒ کی کرامت ہے کہ فقہ کے منکرین کو بھی فقہ کی کتابیں نہ صرف پڑھنی پڑیں بلکہ لکھنی بھی پڑیں **فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَار**. (جاری ہے) ✿ ✿ ✿

دینی مسائل

﴿ نکاح کا بیان ﴾

ٹیلی فون پر نکاح :

ٹیلی فون پر اگر چہ آواز اُونچی ہو اور پہچانی بھی جاتی ہو اور اگر چہ تصویر بھی آتی ہو تب بھی نکاح صحیح نہیں کیونکہ نکاح کے لیے دو گواہوں کی گواہی ضروری ہے اور گواہی کے لیے ضروری ہے کہ گواہ عقد کرنے والوں کے الفاظ کو براہِ راست (یعنی بغیر کسی واسطے کے) اُن کے منہ سے خود سنیں اور دونوں گواہ بیک وقت سنیں۔ چونکہ گواہی کی یہ شرط ٹیلی فون پر پوری نہیں ہوتی اِس لیے نکاح صحیح نہیں۔

اِس کا متبادل اور آسان طریقہ یہ ہے کہ بیرون ملک میں موجود شخص یہاں کسی کو اپنا وکیل بنادے خواہ خط کے ذریعے سے یا ٹیلی فون کے ذریعے سے (کیونکہ وکالت کے لیے گواہی شرط نہیں ہے) اور وکیل نکاح کے وقت یوں کہے کہ میں نے فلاں کی طرف سے قبول کیا۔

عورت کی پہچان ضروری ہے :

اگر خود عورت مجلس نکاح میں ہو اور اُس کا ولی اُس کی طرف اشارہ کر کے یوں کہہ دے کہ میں نے اِس کا نکاح تمہارے ساتھ کیا اور مرد کہے میں نے قبول کیا تب بھی نکاح ہوگیا نام لینے کی ضرورت نہیں۔

اور اگر عورت خود موجود نہ ہو تو اُس کا ولی اُس کا نام بھی لے اور اُس کے باپ کا بھی، اتنی آواز سے کہ گواہ سن لیں۔ اور اگر باپ کو بھی لوگ نہ جانتے ہوں اور فقط باپ کا نام لینے سے معلوم نہ ہو کہ کس کا نکاح کیا جاتا ہے تو دادا کا نام بھی لینا ضروری ہے۔

غرض یہ کہ ایسی بات ذکر ہونی چاہیے کہ سننے والے سمجھ لیں کہ فلاں عورت کا نکاح ہو رہا ہے۔

نکاح کرنے میں کسی کو وکیل بنانا :

مسئلہ : اگر کسی نے اپنا نکاح خود نہیں کیا بلکہ کسی سے کہہ دیا کہ تم میرا نکاح کسی سے کر دو یا یوں کہا کہ میرا نکاح فلاں سے کر دو اور اُس نے گواہوں کے سامنے کر دیا تب بھی نکاح ہوگیا۔ اب اگر حکم دینے والا انکار

کرے تب بھی کچھ نہیں ہوسکتا۔

مسئلہ : اگر مرد دُور ہونے کی وجہ سے مجلس نکاح میں خود حاضر نہیں ہوسکتا تو وہ کسی کو اپنا وکیل مقرر کرسکتا ہے، جو قبول کے وقت اِس طرح کہے میں نے اپنے مؤکل کی طرف سے قبول کیا یا میں نے اپنے مؤکل کے لیے قبول کیا۔

نکاح کے دونوں جانبوں کا ایک شخص ذمہ دار بن جائے :

1- دونوں کا ولی ہو، مثلاً ایک شخص اپنے ایک بیٹے کے بیٹے کا نکاح اپنے دوسرے بیٹے کی بیٹی کے ساتھ دو گواہوں کی موجودگی میں یوں کہہ کر کرسکتا ہے کہ میں نے اپنے فلاں پوتے کا نکاح اپنی فلاں پوتی سے کیا۔

2- دونوں کا وکیل ہو، مثلاً ایک مرد اور ایک عورت دونوں نے زید کو اپنے نکاح کرنے کا وکیل بنا دیا اور زید نے گواہوں کی موجودگی میں یوں کہا کہ میں نے اپنی فلاں مؤکلہ کا نکاح اپنے فلاں مؤکل سے کیا تو نکاح ہوگیا۔

3- ایک جانب سے خود اصل ہو اور دُوسرے کا وکیل ہو، مثلاً زید ایک عورت خدیجہ سے نکاح کرنا چاہتا ہے۔ خدیجہ نے اپنا نکاح کرانے کے لیے زید کو وکیل بنا دیا، زید اگر گواہوں کی موجودگی میں یوں کہے کہ میں نے اپنی مؤکلہ کے ساتھ نکاح کیا تو نکاح ہوگیا۔

4- ایک جانب سے خود اصل ہو اور دوسرے کا ولی ہو، مثلاً زید اپنی نابالغ چچازاد بہن کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے اور زید اِس کا سب سے قریب ولی بھی ہو تو اُس کے گواہوں کے سامنے یہ کہنے سے کہ میں نے اپنی چچازاد بہن کے ساتھ نکاح کیا تو نکاح ہوگیا۔

5- ایک جانب کا ولی ہو اور دوسری جانب کا وکیل ہو، مثلاً زید کی اپنی بیٹی ہو اور جس سے وہ اپنی بیٹی کا نکاح کرنا چاہتا ہے اُس نے زید کو نکاح کا وکیل بنا دیا تو گواہوں کی موجودگی میں زید کے یوں کہنے سے کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے فلاں مؤکل سے کیا، نکاح ہو جاتا ہے۔ (جاری ہے)

عذابِ قبر احادیث کی روشنی میں

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ یَھُوْدِیَّةً دَخَلَتْ عَلَیْھَا فَذَکَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَھَا اَعَاذَکِ اللّٰہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فَقَالَ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَارَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ بَعْدُ صَلّٰی صَلٰوةً اِلاَّ تَعَوَّذَ بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. (بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰة ص ۲۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت اُن کے پاس آئی اور عذابِ قبر کا تذکرہ کر کے انہیں یہ دُعاء دینے لگی کہ اللہ تمہیں عذابِ قبر سے بچائے، حضرت عائشہؓ نے رسول اکرم ﷺ سے عذابِ قبر کے بارے میں پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں عذابِ قبر حق ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ نے کوئی نماز پڑھی ہو اور اللہ تعالیٰ سے عذابِ قبر سے پناہ طلب نہ کی ہو۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی عَنْہُ اَصْحَابُہٗ اِنَّہٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِھِمْ اَتَاہُ مَلَکَانِ فَیُقْعِدَانِہٖ فَیَقُوْلَانِ مَاکُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ ؟ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَیَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنَّہٗ عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ فَیُقَالُ لَہٗ انْظُرْ اِلٰی مَقْعَدِکَ مِنَ النَّارِ قَدْ اَبْدَلَکَ اللّٰہُ بِہٖ مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّةِ فَیَرَاھُمَا جَمِیْعًا وَاَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْکَافِرُ فَیُقَالُ لَہٗ مَاکُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَ الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ لَااَدْرِیْ کُنْتُ اَقُوْلُ مَایَقُوْلُ النَّاسُ فَیُقَالُ لَہٗ لَادَرَیْتَ لَا

تَلَيْتَ وَيُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِيْدٍ ضَرْبَةً فَيَصِيْحُ صَيْحَةً يَّسْمَعُهَا مَنْ يَّلِيْهِ غَيْرُ الثَّقَلَيْنِ. (بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا : (مرنے کے بعد) بندہ جب اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اُس کے ساتھی (یعنی اُس کے جنازہ کے ساتھ آنے والے) چل دیتے ہیں (اور ابھی وہ اتنے قریب ہوتے ہیں کہ) اُن کی جوتیوں کی چاپ وہ سن رہا ہوتا ہے تو اُسی وقت اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں وہ اِس کو بٹھاتے ہیں پھر اِس سے پوچھتے ہیں کہ تم اِن صاحب کے بارے میں کیا کہتے تھے؟ اُن کا یہ سوال حضرت محمد ﷺ کے متعلق ہوتا ہے۔ پس جو سچا مومن ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ (میں گواہی دیتا رہا ہوں اور اب بھی) گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول برحق ہیں۔ (یہ جواب سن کے) فرشتے اُس سے کہتے ہیں کہ (ایمان نہ لانے کی صورت میں) دوزخ میں جو تمہاری جگہ ہونے والی تھی ذرا اُس کو دیکھ لو۔ اب اللہ نے بجائے اُس کے تمہارے لیے جنت میں ایک جگہ عطا فرمائی ہے اور (وہ یہ ہے) اِس کو بھی دیکھ لو (یعنی دوزخ اور جنت دونوں مقام اُس کے سامنے کردیے جائیں گے) چنانچہ وہ دونوں کو ایک ساتھ دیکھے گا۔ اور جو منافق اور کافر ہوتا ہے تو اسی طرح (مرنے کے بعد) اُس سے بھی (رسول اکرم ﷺ کے متعلق) پوچھا جاتا ہے کہ اِن صاحب کے بارے میں تم کیا کہتے تھے؟ پس وہ منافق اور کافر کہتا ہے کہ میں اِن کے بارے میں خود تو کچھ نہیں جانتا۔ دوسرے لوگ جو کہا کرتے تھے وہی میں بھی کہتا تھا (اُس کے اِس جواب پر) اُس کو کہا جائے گا کہ تو نے نہ تو خود جانا اور نہ (جان کر ایمان لانے والوں کی) تو نے پیروی کی، اور لوہے کے گرزوں سے اُس کو مارا جائے گا جس سے وہ اِس طرح چیخے گا کہ جن وانس کے علاوہ اُس کے آس پاس کی ہر چیز اُس کا چیخنا سنے گی۔

وفیات

☆ گزشتہ ماہ حضرت قاری شریف احمد صاحب مدظلہم العالی کی بھتیجی طویل علالت کے بعد ملتان میں وفات پاگئیں۔

☆ جامعہ مدنیہ جدید کے مدرس مولانا حسین صاحب کی نانی صاحبہ بھی گزشتہ ماہ انتقال کر گئیں۔

☆ جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل مولانا سید رضا علی صاحب کے دادا محترم ۲۷ راگست کو وفات پاگئے، نیز جامعہ مدنیہ جدید کے الیکٹریشن عبداللطیف صاحب کی ہمشیرہ بھی گزشتہ ماہ انتقال کر گئیں۔ جامعہ مدنیہ کے خادم صوفی صدیق کی جواں سال بیٹی ناگہانی حادثہ میں وفات پاگئیں۔ اور موہنی روڈ کے محمد عباس صاحب کے چچا محمد اصغر صاحب اچانک گذشتہ ماہ انتقال فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو۔

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے (ادارہ)

اخبارالجامعہ

﴿ بقلم شریک سفر مولوی عزیز اللہ، متعلم جامعہ مدنیہ جدید ﴾

۲۱ راگست بروز پیر کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب کوئٹہ تشریف لائے۔ عصر سے قبل تبلیغی مرکز صدیقیہ مسجد کے خطیب حضرت قاری حبیب الرحمٰن صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اِس کے بعد حضرت نے جامعہ عربیہ مرکزی تجوید القرآن سرکی روڈ کا دَورہ فرمایا اور وہاں کے مہتمم حضرت قاری عبداللہ صاحب اور دیگر اساتذۂ جامعہ سے ملاقات فرمائی۔ بعد عشاء جامعہ مدنیہ جدید کے طالب علم سمیع اللہ کے گھر کھانے کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ اگلے روز بعد نمازِ فجر حضرت نے کوئٹہ شہر کی مرکزی جامع مسجد (المعروف پنجابی جامع مسجد) میں درسِ قرآن سے عوام الناس کو مستفید فرمایا نیز جامع مسجد کے خطیب حضرت مولانا انوار الحق حقانی صاحب سے ملاقات کی۔

بعد ازاں حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نوشکی کی طرف روانہ ہوگئے۔ نوشکی میں جامعہ عربیہ جمالدینی کا دَورہ فرمایا، جن کے مہتمم حضرت مولانا عبداللہ جان صاحب اور شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام نبی صاحب اور نوشکی کے امیر جمعیت حضرت مولانا غلام حیدر صاحب اور دیگر مقامی علماء سے ملاقات کی اور اُن کے ہمراہ دوپہر کا کھانا کھایا، کچھ دیر آرام کے بعد سہ پہر کو نوشکی سے کوئٹہ کے لیے روانگی ہوئی۔ کوئٹہ واپس آتے ہوئے بائی پاس پر واقع جامعہ بحر العلوم کا دورہ فرمایا اور جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا غوث الدین صاحب اور ناظم جامعہ مفتی نصر اللہ صاحب اور دیگر اساتذہ سے ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد سریاب روڈ ولی جیٹ پر واقع جامعہ امدادیہ کوئٹہ کا دورہ فرمایا اور اساتذہ سے ملاقات فرمائی۔ رات کا کھانا جامعہ مدنیہ جدید کے طالب علم کمال الدین صاحب کی دعوت پر اُن کے گھر ہوا۔

بروز بدھ صبح ساڑھے نو بجے چمن کے سفر پر روانہ ہوئے۔ اِس سفر میں قاری فضل حق صاحب اور جامعہ جدید کے طالب علم کمال الدین ہمراہ تھے۔ چمن میں جمعیت علماء اسلام پاکستان کے نائب امیر اور جامعہ انوار العلوم چمن کے مہتمم و شیخ الحدیث حضرت مولانا حاجی عبدالغنی صاحب سے ملاقات فرمائی۔

چمن سے واپسی کے بعد کوئٹہ میں جامعہ مدنیہ جدید کے طالب علم ولی اللہ کی دعوت پر اُن کے گھر رات کے کھانے پر تشریف لے گئے۔ جامعہ رشیدیہ سرکی روڈ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یعقوب شرودی صاحب اور جامعہ عربیہ اسلامیہ کے شیخ الحدیث و جمعیت علماء اسلام کوئٹہ کے امیر حافظ فضل محمد بڑیچ صاحب اور ضلعی امیر جمعیت حضرت مولانا عبدالقادر لونی صاحب اور دیگر مقامی علماء کی بڑی تعداد کو اِس موقع پر مدعو کیا گیا تھا۔

بروز جمعرات حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب کی زیارت کے قریب ''کواس'' کے سفر پر روانگی ہوئی۔ کواس میں واقع جامعہ انوار العلوم کا دورہ فرمایا۔ جامعہ کے مہتمم حضرت مولانا محمد نسیم صاحب دوتانی کے بھائی مولانا محمد جمیل صاحب دوتانی سے ملاقات فرمائی اور کواس ہی میں مولانا نور احمد آغا صاحب سے بھی اُن کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔ جامعہ مدنیہ جدید کے طلباء عزیز اللہ، محمد عثمان نوشکوی، محمد راشد اور کمال الدین وغیرہ اِس موقع پر شریکِ سفر تھے۔ عصر کی نماز کے بعد واپس کوئٹہ کے لیے روانگی ہوئی۔ کوئٹہ میں راقم الحروف کی رہائش گاہ پر رات کے کھانے پر مدعو کیا گیا۔

۲۵ راگست بروز جمعہ کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نے کوئٹہ اریگیشن کالونی کی مرکزی مسجد میں قاری طیب صاحب کے اصرار پر جمعہ کا خطبہ دیا اور نمازِ جمعہ پڑھائی۔ نمازِ جمعہ کے بعد حضرت نے مولانا محمد ابراہیم صاحب مینگل اور قاری عبدالحق صاحب اور اُن کے علاوہ دیگر معتبرین سے ملاقات کی۔ عصر کی نماز کے بعد بیعت کے خواہش مند مولانا سید محمود میاں صاحب سے بیعت ہوئے۔ اِس کے بعد نمازِ مغرب حضرت صاحب نے جامعہ رحیمیہ (المعروف نیلا گنبد) سرکی روڈ کا دورہ فرمایا اور وہاں کے مفتی گل حسن صاحب سے ملاقات کی۔ ہفتہ کے روز دن کے بارہ بجے کے جہاز سے لاہور بخیریت واپسی ہوئی، والحمدللہ۔

۱۷ راگست کو شام چار بجے کے جہاز سے حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مد ظلہم کراچی میں حضرت قاری شریف احمد صاحب مد ظلہم کی دعوت پر ختم قرآنِ پاک کی تقریب میں شرکت کے لیے تشریف لے گئے۔ کراچی میں بہت سے اَحباب سے ملاقات کے علاوہ قاری شریف احمد صاحب، محترم بھائی سلیم صاحب، محترم بھائی سیف اور بھائی شعیب برادران کے ہاں قیام رہا۔ ۲۱ راگست کو صبح آٹھ بجے کے جہاز سے کراچی سے کوئٹہ روانگی ہوئی۔

۲۳ رجب المرجب ۱۴۲۷ھ مطابق ۱۹؍اگست ۲۰۰۶ء جامعہ مدنیہ جدید میں وفاق المدارس کے امتحانات کا آغاز ہوا۔ پورے ہفتہ یہ امتحانی سلسلہ جاری رہا۔ جامعہ مدنیہ جدید کے ۲۵۸ طلباء جبکہ دیگر مدارس کے ۴۳ طلباء نے امتحانات میں حصّہ لیا۔ یکم شعبان سے جامعہ مدنیہ جدید میں سالانہ تعطیلات ہوئیں۔

یکم شعبان ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۶؍اگست ۲۰۰۶ء کو دورہ صرف ونحو کا آغاز ہوا جس میں ملک کے چاروں صوبوں سے تقریباً ایک ہزار طلباء شریک ہیں۔ حضرت مولانا حسن صاحب نے ''دورۂ صرف ونحو'' شروع کرایا جو ۲۷؍شعبان تک جاری رہے گا، انشاءاللہ۔

۲؍شعبان ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۷؍اگست ۲۰۰۶ء بروز اتوار کو بعد از نمازِ عصر حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نے ''دورۂ صرف ونحو'' میں شریک طلباء سے افتتاحی بیان فرمایا۔ اور ''قبر میں حیات'' کے موضوع پر احادیث کی روشنی میں مدلل بیان فرمایا۔

۹؍اگست کو محترم سعید آفریدی صاحب بعد از نمازِ عصر جامعہ مدنیہ جدید میں تشریف لائے اور حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب سے ملاقات کی اور جامعہ کے احوال پر گفتگو ہوئی۔